بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد یہ بندہ سرافگندہ ناقص الاعمال
سید محمد احسن امروہوی نزیل بھوپال بخدمت فیضدرجت علمای ذوی الالباب
عرض کرتا ہے کہ وجود حضرت مرزا صاحب قادیانی کا ایسے زمانہ کثرت شہوات و
شبہات مین ایک نعمت الٰہیہ اور رحمت غیر متناہیہ ہے سب اہل اسلام کو لازم ہے
کہ اس نعمت کی ناشکری نکرین ؎ شکر نعمت نعمتت افزون کند ٭ کفر نعمت
بیرون کند۔ قال اللہ تعالی لئن شکرتم لازیدنکم الآیۃ ادھر تو
ظہر قیصر اونکے وجود باجود سے زلزلے مین آگیا ہے ادھر فیضان علوم خداوندی
عاشقان با ایمان کو جلوے دکھا رہا ہے تائید قرآن مجید کیواسطے پے درپے
سامان آرہا ہے جلوہ مسیحائی تمام عالم مین فیض روح القدس کا پہونچا رہا ہے ؎
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ٭ دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اید حسان بروح القدس اللہم

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔ آمین اتباع کتاب و سنت جان و دل سے زیادہ اونکو مدنظر ہے
الہامات و کرامات اسیکا تو نتیجہ اور اثر ہے تجدید دین و ایمان کے واسطے ہر وقت
کمربستہ رہتے ہین بنا بر علی ہذا قادیان سے چشمہای علوم و معارف ایک عالم مین
بہتے ہین وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ مَا اَقْدَسُ طَعَامَ الْقَادِیَانِ فِیْہَا قُدْوَۃٌ لِیَقْتَدِیَ بِہٖ
الْاِنْسُ وَالْجَانُّ اَیُّہَا النَّاسُ شَمِمْتُ قَدْ اَتَاہُ قِدْرُ الْقَادِیَانِیْ وَاللّٰہِ فِیْہِ النَّفَحَاتُ الرَّحْمَانِیَّۃُ
اَدْعُوْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ قَادِیَانِیًّا سُنَّۃً وَّمُقْتَدِیًا بِطَرِیْقَۃِ الْقَوِیْمِ وَاللّٰہُ یَہْدِیْ
مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یہ دعوی میرا بلا بینہ نہین بلکہ براہین احمدیہ سے
ثابت و ظاہر ہے اگر کسی کی آنکھون مین کچھ فتور ہو تو کحل الجواہر بھی حاضر ہے
بحمد اللہ کہ این کحل الجواہر ۔ شد از کوہ صواب و صدق ظاہر ۔ باوجودیکہ اوسکے
رد کیواسطے اشتہار ہے اور پانسو روپیہ انعام دینے کا اصرار ہے مگر ابتک
کہ قریب ساڑھے چار برس کے مدت انقضا مقرون ہے جانب مخالفین سے
صدائی برنخاست کا مضمون ہے جو نزاع بین المتکلمین و المحدثین دربارہ صفات الٰہیہ
مدت سے چلی آتی تھی حضرت مجدد الوقت نے کتاب براہین احمدیہ مین کس
حسن اسلوب سے عام فہم طریقہ پر متکلمین کی ڈسمس کر کے محدثین کو ڈگری دیدی
کہ کسیکو خبر بھی نہوئی ذرہ براہین کو تو دیکھو ۔ ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تمام اخبار کو بار بار بذریعہ اشتہار و
اخبار بنا بر مقابلہ یا قبول اسلام بلایا جاتا ہے مگر وے مصداق فَبُہِتَ الَّذِیْ
کَفَرَ ہو گئے ہو کر مصداق صُمٌّ بُکْمٌ ہین اور مبغوض و ممقوت رہبان نصاری کی

ہاروت و ماروت کے چاہ سکوت میں مدہوش ہیں اور مبہوت بیچارے ہنود و ہنر
دیانند صاحب کو ذرا دیا نہیں آئی کہ تار و پود ہدایت کا توڑ تاڑ کر مع اپنے بھگون جمیع
کے بھاگ گئے نیا فرقہ برہمو و آریہ کا درہم برہم ہوگیا یہانتک کہ کنارے دوزخ کے
جا لگے گئے مشرکین اور تمام مجوس اپنی اپنی مذاہب کی حقیقت سے سب ہی تو ہو گئے
مایوس اگر یہودی پریشان ہیں تو دہری سخت حیران حضرت مدظلہ کے مقابلے میں
پادری کا کیا حال بیان کروں کہ وہ تو خود پادری صاحب ہی ہے فرقہ یہود جب تک
کہ اپنے مسلک بیہودہ سے باز نہ آویگا بہبود کو نہ پہنچیگا غرضکہ تمام مخالفین اسلام
حضرت مدظلہ کے اس لاعظم براہین سے فرار ہوگئے اور مارے گئے اور جو لوگ حضرت کی
کشتی نوح میں سوار ہوگئے وہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اس طوفان ضلالت سے
نکل کر پار ہوگئے - یہ ترجمہ بعض اون اشعار کا ہے جسکو شحنۂ ہند نے بطور قصیدہ
از طرف مولوی محمد یحیی صاحب کشمیری رفیقی شاگرد مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب
پرچہ نمبر ۴۵ جلد ۲۴ مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۶ عیسوی میں لکھا ہے - و ہو ہذا -

قصیدہ

بشارت ای مسلمانان کہ قصر کفر ویران شد — چو فیضان خداوندی طرب انگیز انسان شد
امام قادیانی میرزا یعنی غلام احمد — ز حق مامور و ملہم از پئے تائید قرآن شد
مسیحا استماید در کمال فیض ربانی — محمد را تبیع تر شد و ہم دین از دل و جان شد
نشانات آسمانی شاہد او کاندرین دعوی — بالہام و کراماتش عدو از فیض حیران شد
کر بست از پئے تجدید ایمان آن مجدد چون — زمانہ از تزلزل رحمت حق بحر فیضان شد
ندید یا دعوی عرش شد مگی از کس نمی باشد — دلیلش ہم بفرمایش کہ از انکارش پشیمان شد

صفات کاملہ ثابت بقرآن کرد ہیچون آ
نہ در احبار و رہبان ماند ناجی از ربوبیت
کہ برہمون خورد و برہم ہم ربانی آریہ درہم
نہ طاقت پادری کو درآرد پا درین محفل
الا ای دشمن دین گرکنی رد بر اکینش
گرست طاقت بناش خلعت اسلام در برکن
رہین جنتی ناقص منکر الہام حق باشد
الا ای بیدی دانا شد از بید می جوئی
پہ تثلیث و کفارہ مشو مغرور اندین دنیا
بیا ای طالب ایمان مدد از دست این دولت
برو از صدق دل از روی تسلی کن تشفی جو
اگر از فارسی نام و نشان جوئی کدام است آن
ہمین است این غلام احمد کہ دین آورد در دنیا

درین مصحف میرا و آتش از ہر عیب و نقصان شد
الوہیت بردن از ربقہ اقتدار سبکوان شد
مجوس و مشرک و بیدی چو دہری سخت حیران شد
یہودی آنہ از یہودگی یہودی جان شد
کہ از لاک و پیہ عنبر شاد [illegible] عوی آن شد
مسلمان شیع مسلمان شیع چو قایم بر تو برہان شد
کہ الہام از عنایات الٰہی عین احسان شد
امید میوہ از وے می نماید ہر کہ نادان شد
بکن ترک تعصب کاین تعصب کار شیطان شد
کہ انکار از فیوضات الٰہی بعید و حرمان شد
بیاید خوان فیضان خدا آنجا کہ مہمان شد
کہ از خیر البشر تذکیرا و درج صحیحان شد
اگر باشد ثریا الضالی او بد وران شد

رشیدی را تمنائے زیارت بود سے نہایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحان شد

مولوی محمد حسین صاحب اشاعۃ السنۃ نے اوسوقت مین کہ بسبب رفع کسیقدر حجاب کے نور معارفت مرزا صاحب کو کچھ دیکھ لیا تھا اپنے رسالے مین لکھتے ہین - ای خداوند طالبون کے رہنما اوپر اوسکی ذات کے اوسکے ماں باپ سے تمام جہان کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب کی محبت لوگون کے دلون مین ڈال

اور اون کے علمی برکات سے اونکو مالا مال کر دے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل سے
اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کے اخص برکات
سے فیضیاب کرے آمین وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ انتہی بلفظہ دوسری جگہ
اوسی جلد مین بصفحہ ۱۶۹ لکھتے ہین ہماری رائے مین یہ کتاب اس زمانہ مین اور
موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام مین تالیف نہین
ہوئی اور آئندہ کی خبر نہین لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا اور اسکا مؤلف
بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے انتہی بلفظہ اور صفحہ [illegible]
مین فرماتے ہین مگر جب وہ (یعنی مخالفین مرزا صاحب) انصاف سے کام لینگے اور
اس بات کو کہ مؤلف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا اے۔ بی۔ سی
کی صورت تک نہین پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کر لینگے اور ان الہامات کے
مضامین مشتمل اخبار غیب کو (جنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے
دیکھینگے تو انصاف اونکو الہامات کے تسلیم پر مجبور کریگا انتہی بلفظہ۔ جو جو ثنا
مولوی محمد حسین صاحب نے کتاب براہین احمدیہ اور جناب مرزا صاحب کی اپنے
رسائل اشاعۃ السنہ مین در جلد ہفتم لکھی ہے اوسکو ناظرین بصفحات ۱۶۹ و ۱۷۰ و
۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۹۴ و ۲۱۷ و ۲۸۲ و ۲۸۴ و ۲۸۶ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۱ و ۳۰۴
ملاحظہ فرماوین اگرچہ مولوی محمد حسین صاحب جو میرے ایک بڑے پیارے محب
مکرم ہین ایک مدت سے بسبب انواع انواع حجب کے محجوب ہوکر مرزا صاحب کے
منکر اور مکذب ہو گئے ہین مگر تاہم یہ عبارات اونکے رسالہ کی اسواسطے نقل کی ا

ہین کہ مرزا صاحب کو ایسے الہام یہ بھی ہوا تھا کہ تخشخنہ و ابناقا شتیتہا الفخر
چنانچہ براہین احمدیہ مین یہ الہام شرح و تفسیر مندرج ہے جسکا ماحصل ہے کہ بعضے لوگ
میری تصدیق کرکے بعد تصدیق بھی منکر ہو جاوینگے مین کہتا ہون کہ اسکے پورے
پورے مصداق بسبب عظمت شان اپنی کے مولوی صاحب ہی ہین پس اس
انکار الہام سے بھی ملہم ہونا حضرت مرزا صاحب کا ثابت ہوگیا۔ واضح ہو کہ جب سے
مولوی محمد حسین صاحب نے مرزا صاحب کی تکذیب شروع کی ہے بعد اوس تصدیق
کے جو نقل کی گئی تب سے مولوی صاحب ممدوح کا وہ مرتبہ مقبولیت جو تمام اہل حدیث
کے دلون مین تھا وہ اب نہین رہا بلکہ اکثر لوگ اونکو نیچریت کی طرف منسوب کرنے
لگے ہین اور محبت دنیا اور بسبب اوسکے ملاقات دوستانہ حکام انگریزی سے اونکی
بڑھ گئی ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ اللہ اکبر ایک زمانہ تو وہ تھا
کہ جب احقر ہمراہ رسالہ گورنر جنرل ہند کے بمقام لاہور گیا تھا اور مولوی صاحب سے
ملاقات ہوئی تب مولوی صاحب نے بوجہ ایک امر دینی کے جو اوس وقت اللہ تعالیٰ
نے میرے ہاتھ سے صادر کرایا تھا بہت سی مدارات میری فرمائی اور دعوت بھی کی
مینے بھی چاہا کہ مولوی صاحب کی دعوت کرون اور رسالہ فوج مین لیجاؤن مجھکو خوب
یاد ہے کہ مولوی صاحب نے یہ عذر کیا تھا کہ مین شان و شوکت کفار نصاریٰ کی دنیا
بہت مکروہ رکھتا ہون اور نہایت درجہ اس سے مجھکو کراہت ہے بدین وجہ وہان
جانے اور قبول دعوت سے معذور ہون اب ایک حال یہ ہے کہ مولوی صاحب ہین اور
ہمیشہ شملہ پہاڑ کے سپاٹے لگائے جاتے ہین اور مولوی صاحب ہین اور کلکتہ ہے
در صاحبان عالیشان ہین اگرچہ اسوقت مین بھی مولوی صاحب نے ہمارا ایک امر

انجام دیا ہے جو متعلق حکام تھا اور ہم مولوی صاحب کے بڑے مشکور ہین مگر شکر
دنیوی ہے نہ شکر دینی من حیث الدین تو مولوی صاحب کے حال پر ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَ
اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہین بیت ۔ دشمن قال ہے تا دل مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد ۔ صدق اللہ تعالیٰ مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ
بِالْحَرْبِ الحاصل اور بھی بہت سے علما و فضلا مرزا صاحب کی ولایت اور محدث
ہونے اور ملہم ہونے کی تصدیق فرماتے ہین بلکہ اونکے فیضان سے مستفید و مستفیض
ہوتے ہین اگر ان سب کا کلام نقل کرون تو ایک دفتر طویل ہو جاوے ان دو
صاحبون کا کلام اسواسطے نقل کیا گیا کہ یہ دونون تلامذہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب
مدظلہ العالی کے ہین جو درین زمانہ علوم ظاہر دینیہ مین ہمارے مقتدا ہین آپ ہی کی
بخدمت ان علما اور فضلا کے جو مرزا صاحب کے مکذب ہین اور اونکے وجوہ
اسباب ضلال سے جانتے ہین بلکہ نوبت باین رسید کہ الحاد و زندقہ کی طرف منسوب
کرتے ہین یہ استفسار کرتا ہے کہ مرزا صاحب مین وہ کونسا امر الحاد و زندقہ کا ہے
بیان تو کیا جاوے ۔ اگر کوئی صاحب کہین کہ انہون نے دعوی عیسی ہونیکا
کیا ہے اور جو آیتین اور حدیثین عیسی علیہ السلام کے بارہ مین وارد ہین اونکا مصداق
اپنی ذات کو قرار دیا ہے قطع نظر اون دعاوی کے جو سابق مین اونسے ہوا ہو
سکے یہ ایک ایسا بڑا دعوی ہے کہ مصداق ہے کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ
کا اسوجہ سے ہم اونکو ملحد جانتے ہین چنانچہ آجکل میان عبدالحق صاحب غزنوی نے
حال امرتسر منکر مرزا صاحب نے ایک اشتہار مباہلہ بھی دیا ہے اور مرزا صاحب
کو واسطے مباہلہ کے طلب کیا ہے تو اوسکی نسبت یہ ہیچمدان گذارش کرتا ہے کہ

فی الحقیقت مرزا صاحب نے یہ دعوی کیا ہے مینے بھی دو رسائل فتح اسلام و توضیح مرام
بنظر سرسری دیکھے جو مولوی محمد بشیر صاحب مدظلہ کے پاس کشمیر سے آئے تھے اور بتاریخ
بست و یکم رجب سنہ ۱۳۱۰ھ اشتہار مباہلہ از جانب عبد الحق صاحب دیکھا منشی جمال الدین
صاحب ڈاکٹر بتاریخ مذکورہ جب بھوپال مین تشریف لائے اور غریب خانہ احقر پر واسطے
ملاقات کے رونق افروز ہوے تو وہ اشتہار مجھکو دکھلایا مگر نہ تو مینے اون رسائل
مین کوئی امر ایسا مخالف کتاب سنت پایا جس سے تمام کار روائیان دینی اور مساعی
جمیلہ تائید دین متین مرزا صاحب کی حبط ہوجاوین اور نہ اشتہار مباہلہ مین میان
عبد الحق صاحب نے کوئی ایسی بات مرزا صاحب کی نسبت بدلائل ثابت کی جسسے
مدعا مخالفین ثابت ہو ہان البتہ عبد الحق صاحب نے اپنی طرف سے اور اپنے
خیال سے نہ دلائل سے اسکا ادعا ضرور کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الحق صاحب
کو فقہ و حدیث مین کچھ دخل نہین ہے چنانچہ مختصر طور پر اونکے اشتہار مباہلہ کا جواب
باصواب لکھا جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالی یہ ثابت کیا جاویگا کہ میان عبد الحق صاحب
کو فقہ و حدیث مین کچھ دخل نہین ہے۔ دعا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ٭ الٰہی پرتو نور یقین دہ شمع
جانم را ٭ بشو از حرف باطل پاک قلم لوح زبانم را ٭ **قولہ** مباہلہ ایک قسم کی قسم ہے
اور یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے
حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اندنون مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور

وارتع پنجاب سے دعوی عیسیٰ ہونے کا کیا ہے اور جو آیتین اور حدیثین عیسیٰ علیہ السلام
کے بارہ مین وارد ہین انکا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہے **اقول** ابھی تک مجھکو
یہ نہین معلوم کہ حضرت مرزا صاحب نے اس درخواست مباہلہ کا کیا جواب دیا ہے
دو حال سے خالی نہین یا تو بشرائط مفید طرفین مباہلہ کرنا منظور فرماوینگے یا اسوجہ
(کہ میان عبدالحق کچھ ایسے اکابر اور مشاہیر مین سے نہین ہین جن سے مباہلہ کرنے
مین اثر تام اور نفع عام پوہنچے) منظور نفرماوینگے کیونکہ یہ ایک عظیم الشان امر ہے
اور بڑے بڑے لوگون کو اسمین ابتلا ہے لہذا جانب مخالف مین کوئی بہت بڑا
شخص ہونا چاہیے جیسے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب تاکہ اوسکی غالبی اور مغلوبی
کا اثر تمام اہل اسلام کو پوہنچے اور اگر یہ بھی نہین تو یہ ہونا چاہیے کہ تمام اراکین اہل
اسلام خواہ باعتبار دین خواہ باعتبار دنیا کل بلاد کے نسبی ایک ہندوستان کی ہی
سبھی اپنے اپنے دستخط اس اقرار سے کر دیوین کہ در صورت غالبی مرزا صاحب کے
ہم سب دعوی مرزا صاحب کو قبول و تصدیق کرلیوینگے علی ہذا القیاس معتقدین مرزا
صاحب یہ اقرار کرین کہ در صورت مغلوبی مرزا صاحب کے ہم مرزا صاحب کو اس دعوی
خاص مین مدعی بدعوی خلاف نص الامر و مخالف حدیث جانینگے تو البتہ یہ صورت
نفع عام کی ہی ورنہ مرزا صاحب بمقابلہ ہر ایک شخص ادنی و اعلی کے کہانتک مباہلے
کرتے پھرینگے اور اگر کرتے بھی پھرے تو پھر ایسے مباہلون کا ثمرہ مفید عام اور نتیجہ ممتد
بہا اور نفع تام کیا ہو اکہ جسکا اثر ایک ملک ہند پر بھی نہ پڑیگا اور وہی اختلاف و نزاع
باقی رہیگا اور یہ بھی مشتہر دیا جاوے کہ جن جن صاحبون کو فرصت اور مہلت ہو
سب مقام مباہلہ مین حاضر بھی ہون اور شریک جلسہ رہکر دعا و زاری بجناب باری

واسطے ظہور حق کے کرین۔ پھر اسپر ہمنے یہ عرض کیا کہ جن احادیث کے مصداق
مرزا صاحب کو ہم ابھی تک نہیں جانتے درصورت غالب ہو مرزا صاحب کے ان احادیث
کا مصداق ہونا اس مباہلہ سے ہنا سب دنون مین کیونکر ثابت ہوگا جبتک کہ مرزا صاحب
ان احادیثہ کا مصداق ہونا بتاویل صحیح موافق قواعد عربیہ یا بقاعدہ یقینیہ نقضیہ نقضیا
کے ہمکو نہ سمجھا دیوین یا اللہ تعالیٰ جو قادر علی کل شیٔ ہے مرزا صاحب کو اوسکا مصداق کردیوے
کیونکہ اوسکو قدرت ہے کہ ایک دن یا ایک رات مین ایسی اصلاح کردیوے کہ
کہ پھر کوئی امر اونکی عیسویت مین باقی ہی نرہے یہ حال تو ہے اس مباہلہ کا جو میان
عبدالحق صاحب نے بلا سوچے انجام کار کے اور بغیر تدبیر کے عواقب امور مین اشتہار
مباہلہ دیدیا ہے مجھکو امید ہے کہ ہر عاقل منصف میرے اس خیال سے موافق ہوگا
چنانچہ مولوی محمد بشیر صاحب کی خدمت مین مینے یہ تقریر عرض کی اونہون نے تسلیم
فرمایا بلکہ یہ ارشاد کیا کہ دیروز اسی بات کو مین خود کہہ چکا ہون مگر مینے مجملا کہا تھا کہ یہ
مباہلہ کچھ مفید نہیں ہوگا۔ اور تمنے اوسکو مفصلاً بیان کیا مینے کہا کہ فنعم الوفاق
یہ توارد ہوا **قولہ** جیسا کہ حدیث صحیحین کی ہے کیف انتم اذا نزل فیکم
ابن مریم فیکم اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا تو ابن مریم نہیں ہے **اقول**
مرزا صاحب کب کہتے ہین کہ مین حقیقتاً ابن مریم ہون بلکہ جن احادیث صحاح
مین پیشین گوئی نزول ابن مریم کی نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے اونمین تاویل
کرتے ہین جو بموجب قواعد عربیہ کے صحیح معلوم ہوتی ہے اگر یہ وہ تاویل ہے جسکی نسبت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یأتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل
ربنا بالحق۔ اب تحقیق تاویل بموجب محاورات عربیہ کے بیان کیجاتی ہے واضح ہو کہ

بموجب محاورہ عرب کے معنی نزول من السماء وغیرہ ہیں یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہمیشہ
نزول بجسم عنصری وخاکی ہی ہو دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ
بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اب کوئی بیان کرے کہ حدید بوجود عنصری آسمان سے
اوتارا گیا ہے اور دیکھو یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا
کسی نے دیکھا ہے کہ پارچہ اور ملبوسات زینت جو تمام دنیا میں انواع اقسام کے موجود
ہیں آسمان سے بوجود عنصری اوترتے ہوں اور فرمایا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا
یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوجود عنصری آسمان
سے نازل ہوئے تھے۔ اور دیکھو حدیث میں ہے اَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّاءَ
کسی شفاخانے میں یا عطار کی دکان پر کوئی دوا کسی نے دیکھی کہ آسمان سے بوجود عنصری
اوتری ہو اور فرمایا اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ اور آیا ہے کہ مَا نَزَلَتْ تَمُوْتُ شَرَّ مِیْتَةٍ
اور آیا ہے کہ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ اگر مرزا صاحب نے نزول کے معنی میں
بموجب محاورہ کتاب وسنت کے یہ کہا کہ نزول سے مراد نزول من السماء بوجود
عنصری نہیں ہے تو کیا قصور کیا اور کیا الحاد ہے بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا اور لفظ ابن مریم کی نسبت
یہ عرض ہے کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مسافر کو ابن السبیل بطور استعارہ کے فرمایا
ہے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا مسافر راہ کا بیٹا ہوتا ہے حقیقتاً۔ یا چاند کو
عرب میں ابن اللیل کہتے ہیں کیا چاند رات کا بیٹا حقیقی ہوتا ہے جیسے
ابن اللیل ماہِ آسمان وہ چاند بیٹا رات کا تازی زبان اگر تفتیش بلفظ ابن کتب لغت
وغیرہ میں تفحص کیجاوے تو بہت کثرت سے ایسی نکلے گی جو صرف بطور استعارہ
کسی مناسبت کی وجہ سے وہاں ابن کا لفظ لگا دیا ہوگا نہ یہ کہ بیٹا حقیقی ہو!!

مراد ہو اگر مرزا صاحب نے بھی بطور استعارہ لطیفہ کے ابن مریم سے ایسا شخص
مراد لیا جو بلا واسطہ آبا، مشائخ زمان کے اوسکو علوم لدنیہ حاصل ہوے ہون اور
بغیر داخل ہونے کے کسی سلسلے مین سلاسل اولیاء اللہ یا سبق سے اوسکو کشوف
والہامات و معارف کتاب و سنت منجانب اللہ اوسکو دیے گئے ہون تو کون سا
استحالہ لازم آیا ایسا استعارہ تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی وغیرہ مین بھی شائع
وواقع ہے نظامی کہتا ہے ؏ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست ؛ کہ مریم صفت
بکر و آبستن ست ؛ علی ہذا القیاس مثل مشہور ہے لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوسىٰ اس
مین فرعون اور موسیٰ حقیقتاً کہان ہین اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اگر ایسا استعارہ
اپنے کلام مین استعمال کرتے تو کوئی قباحت نتھی کلام رسول مقبول مین انہون
نے ایسی تاویل کی جو تمام علمای سلف و خلف کو معلوم نہوئی اور صرف مرزا صاحب
کو ہی سوجھی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ جتنے امور مستقبلہ کی خبر مخبر صادق نے دی ہے
اونکی حقیقت اور پوری پوری ماہیت جبتک کہ وہ واقع نہولین صرف علوم ظاہر سے
معلوم نہین ہوسکتی البتہ اونپر ایمان لانا جیسا کہ اونکے الفاظ و معانی ظاہرہ سے
معلوم ہوتا ہے ضروری ہے اسکی چند نظیرین بطور شواہد کے مین پیش کرتا ہون تاکہ
اصل مدعی ہر شخص منصف کی سمجھ مین آجاوے اور اس مقدمہ کا ثبوت بھی اوس سے
ہوجاوے۔ انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین لکھا ہے اِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا
جَمَعَ الْمَصَاحِفَ رَوَى لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنَّ أَشَدَّ أُمَّتِي حُبًّا لِي قَوْمٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي يَعْمَلُونَ
بِمَا فِي الْوَرَقِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَيُّ وَرَقٍ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَصَاحِفَ فَفَرِحَ بِذٰلِكَ

عُثْمَانُ وَاَجَازَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِعَشَرَةِ الاٰفِ دِرْهَمٍ وَقَالَ اِنَّكَ لَتَحْفَظُ عَلَيْنَا حَدِيْثَ نَبِيِّنَا دیکھو حضرت ابوہریرہ کو حقیقت اور ماہیت ورق کی معلوم ہوئی اور یہ سمجھے کہ کرامی الورق جبتک کہ کل قرآن شریف مصاحف میں جمع ہوا اور جب مرتب و مجتمع ہو گیا تب معلوم ہوا کہ مراد ورق سے قرآن مجید اور مصحف کریم ہے حالانکہ معنی حقیقی ورق کے مصحف اور قرآن مجید نہیں ہیں معہذا اس حدیث میں حقیقت شہید ورق لی بعد وقوع کے گویا حدیث میں بھی قرآن مجید رہی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَةُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ باتفاق شارحین حدیث یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی مراد امت سے صحابہ اور اہل بیت ہیں اور مراد غلمہ قریش سے یزید اور عبید اللہ بن زیاد وغیرہما ہیں اب جو شخص معنی غلمہ من قریش کے حقیقی مراد لے اور لفظ امت سے جو معنی متبادر ہیں وہ مراد لیے جاویں تو اوسکے نزدیک یہ پیشین گوئی ابتک واقع نہیں ہوئی۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا وَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَ طُوْلُ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهِ زَيْنَبُ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ مولوی محمد بشیر صاحب نے مجھ سے یہ حدیث بیان فرما کر کہا کہ دیکھو اس پیشین گوئی کی تاویل قبل وقوع صحابہ کو معلوم نہ ہوئی جب کہ حضرت زینب کا انتقال سب ازواج میں اول ہوا تب اوسکی تاویل معلوم ہوئی میں کہتا ہوں مسلک صحابہ بھی یہی تھا کہ قبل وقوع واقعہ کے کسی مسئلہ میں تدقیق اور چھان بین نہیں

کیا کرتے تھے بلکہ اول بخطاب سائل اوس وقت دریافت کرکے جواب دیتے تھے پس
جبکہ امور احکامیہ کا یہ حال تھا تو پیشین گوئیوں مستقبلہ کی کرید کرنے کی کیا ضرورت
تھی بجز اسکے کہ اونکے الفاظ ظاہرہ پر ایمان لایا جاوے ایضاً فرمایا اللہ
تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ
فَتْحًا قَرِيْبًا اس آیۃ کی شان نزول مین لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خواب مین دیکھا کہ ساتھ اصحاب کے آپ مکہ کو تشریف لیگئے اور وہان بفراغ
خاطر عمرہ کیا یہ خواب آپنے اصحاب سے بیان کیا چونکہ اشتیاق زیارت کعبہ معظمہ کا ازحد
تھا مکہ کے چلنے کی طیاری کردی اور آنحضرت بھی ہمراہ اونکے روانہ ہوئے جب قریب
مکہ معظمہ کے پہونچے کفار قریش مانع آئے اور آخر کار وہین پر آپکے اور کفار قریش کے
مصالحہ ہوا اور یہ قول و قرار ہوا کہ اس سال مین عمرہ نکرین سال آئندہ مین آکر کرین
صحابہ اسبات سے بہت ملول ہوئے حاصل کلام یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کی تعیین وقت
مین صحابۂ کرام سے بھی خطا واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے عالی
بھی اولاً صحابۂ کرام کے ہی موافق رہی لیکن اصل حال یہ تھا کہ خواب بیشک سچا تھا
لیکن اوسمین کچھ اسی سال کی تعیین نتھی۔ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان بیشک اللہ تجھے ایک
قمیص پہنائیگا پھر اگر منافقین چاہین کہ وہ قمیص تم اوتار دو تو تم مت اوتاریو یہانتک
کہ مجھسے ملاقات کرو۔ اس پیشین گوئی مین اگر قمیص کے معنی حقیقی مراد لیجاوین تو

پیشین گوئی واقع نہیں ہوئی ونعوذ باللہ منہ باوجودیکہ بتصریح تاکید آنحضرت نے
اسکے وقوع کی خبر دی ہے لیکن مخفی کرنا یہ خدا معلوم ہے سو مطابق اسکے واقع
ہوا۔ تحریر الشہادتین میں لکھا ہے کہ ابن عساکر نے محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کی
ہے کہ ہم کربلا میں حضرت امام حسین کے ساتھ تھے سو اونہوں نے شمر کو دیکھکر فرمایا کہ سچ
کہا اللہ نے اور اوسکے رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں
کہ ایک کتا ابلق میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے واضح ہو کہ شمر ابرص تھا یعنے
اوسکے بدن پر سفید داغ تھے اگر کتے کے معنی حقیقی لیے جاویں تو یہ پیشین گوئی وقوع
میں نہیں آئی مگر حضرت امام شہید نے اوسکی تطبیق و تاویل کو خود بیان فرمادیا۔
نسیم الریاض میں لکھا ہے بیہقی اور طبرانی اور ابن حکیم حصبی نے ابو ہریرہ سے روایت
کی ہے کہ ایک گھر میں ہم دس آدمی تھے جناب نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تم میں
پیچھے مریگا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں سمرہ اور میں باقی ہوں حضرت ابو ہریرہ
کا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہدیتا کہ سمرہ مر گئے تو بیہوش ہو جاتے حتی کہ سمرہ سے پہلے اونکا
انتقال ہوا۔ سو ظاہر مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نار سے آگ دنیا کی تھی نہ نار
دوزخ چنانچہ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ سمرہ بن جندب جو سب سے پیچھے مرے
آگ میں جلکر مرے اس پیشین گوئی کا ظاہر یہی کہہ رہا تھا کہ جو آخر میں مریگا وہ دوزخ
میں ہوگا اور یہی مطلب ابو ہریرہ بھی سمجھے تھے لیکن مراد مخبر صادق کی اوس سے
نار دنیا ہی تھی۔ تحریر الشہادتین میں لکھا ہے قال الحسین علیہ السلام انی سمعت
ابی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کبشا یستحل به حرمتہ
فلا احب ان اکون انا ذالک الکبش۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے مصداق

آخر کو عبد اللہ بن زبیر ہوے کہ اونکے واسطے حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے کوہ ابو قبیس پر منجنیق کھڑی کی اور حرم کعبہ کو سنگسار کیا یہانتک کہ ایک پتھر کے صدمے سے حجر اسود کا کونا ٹوٹ گیا اور حرم شریف مین عبد اللہ بن زبیر کو شہید کیا اور بہت سے خون ناحق کیے - اب دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر یہ پیشین گوئی بموجب تصریح شارحین حدیث کے واقع ہوچکی تو کیا عبد اللہ بن زبیر حقیقتاً سینڈ سے تھے بیہقی نے عروہ اور سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف سے کہا تھا کہ مین تجھے قتل کرونگا - واضح ہو کہ ابی بن خلف کافران قریش مین سے تھا جب آپ مکے مین ملتا تو کہتا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اوسپر سوار ہو کر تمھین قتل کرونگا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ مین ہی تجھے قتل کرونگا انشاء اللہ تعالی سو بروز جنگ احد یہ کہتا ہوا آیا کہ کہان ہین محمد آج میرے ہاتھ سے وہ نہ بچین گے اصحاب کرام نے چاہا کہ اوسے روکین آپنے فرمایا کہ آنے دو جب وہ متصل پہونچا تب آپنے اوسکے حلق پر ایک جگہ زرہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ ماردیا ایک زخم پوست خراش لگا کہ اوسمین سے خون بھی نہ نکلا مگر وہ گھوڑے سے گرپڑا اور پھر بھاگ کے قریش مین جاملا لوگون نے کہا کہ تجھے کچھ اندیشے کی بات نہین لیکن بالآخر اوسی زخم سے راہ مین مکے کو پھرتے ہوے واصل جہنم ہوا مواہب مین در غزوۂ احد لکھا ہے کہ ابی بن خلف بطن رابغ مین مرا تھا ابن عمر کہتے ہین کہ ایک بار تھوڑی رات گئے مین بطن رابغ مین چلا جاتا تھا یکبارگی ایک آگ مشتعل ہوئی مین اوسکے متصل گیا مینے دیکھا کہ ایک آدمی زنجیرون مین بندھا ہوا اوس آگ مین سے نکلنا چاہتا ہے اور چلاتا ہے کہ مین پیاسا ہون اور ایک شخص کہتا ہی کہ اسے پانی مت دیجیو یہ مقتول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ابی بن خلف - انتہی

پیشین گوئی کے لکھنے سے میری یہ غرض ہے کہ جو علما آج کل کے ہیں وہ یہاں پر نہیں آ
گئے باوجودیکہ یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ابھی تک کچھ انتباہ نہیں ۔ جو یہ معدودیہ میں لکھا
ہے جسکی عبارت بعینہ نقل کیجاتی ہے ۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس
کا تخمینہ قیامت کا کیا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ رسالۃ الکشف فی مجاوزۃ ہذہ الامۃ عن الالف
میں لکھتے ہیں کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت
کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت میں
ان لوگوں کے واسطے ہے کہ گناہ کبیرہ کرینگے پس جو مرے گا [illegible] لوگ جہنم کے باب الاول
میں ہونگے کہ چہرے اونکے سیاہ ہونگے اور آنکھیں اونکی نیلی ہونگی اور اونکو طوق نہ پہنائے
جائینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ زنجیروں میں باندھے جاوینگے اور نہ گرزوں سے مارے
جائینگے اور نہ درک جہنم میں ڈالے جائینگے بعض اون میں سے وہاں ایک ساعت رہکر نکالے جائینگے
اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلینگے واطول مکثہم فیہا
من یمکث فیہا مثل الدنیا منذ یوم خلقت الی یوم افنیت وذلک سبعۃ
الاف سنۃ وذکر بقیۃ الحدیث یعنی بہت زیادہ رہنیوالا وہاں اس امت
میں سے وہ شخص ہے کہ دنیا کے برابر وہاں رہیگا ابتدا سے پیدایش دنیا سے انتہا
فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہیں الخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمر مسلمان کی نماز عصر و آکرتا ہے
[illegible] ہے کہ واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے ہے دنوں کے روز سے اور
ان دونوں کا قیام لکھا ہے اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہے ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی

فرماتا ہے وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ یعنی ایکدن نزدیک
تیرے رب کے مانند ہزار برس کے ہے تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک
بن زمل جہنی سے روایت کی کہ کہا مینے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے
سامنے بیان کیا الحدیث اوسمین یہ بھی تھا کہ مینے آپکو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے
والے کے اعلے درجے پر دیکھا حضرت نے اوسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس
کی ہے اور مین پچھلے ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور
سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہے لیکن ابن عباسؓ سے بطریق صحاح
مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت روزہ ہے ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ
آخرین اوسکے مبعوث ہوے اور ابو جعفر طبری نے اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار
اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دنیا آخرت
کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہے سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوسمین سے گذر چکے مین
اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک جمعہ ہے
آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے روایت
کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہے اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھہرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی
پس چھ دن گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحاق نے ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور ہم ہر ہزار برس کے
عوض ایک دن عذاب مین رہینگے پس کل سات دن ہمپر عذاب ہو کر منقطع ہو جاویگا

اس واسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات
ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی ایسی
روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ کعب عبادت میں بہت مشقت کرتے تھے لوگون
نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہونچی ہے کہا سات
ہزار برس کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل
کرنا تاکہ اسدن سے امن پاوے کیا مشکل ہے انتہی غرضکہ ان احادیث و آثار سے معلوم
ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہے اور حضرت رسالت مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہے
اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہوگئے اور دنیا تمام نہوئی اسواسطے
ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہے کہ
اکثر امت میری ساتوین ہزار مین ہے ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے
کہ امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے دنیا
کے پانچ ہزار چھہ سو برس گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے
ہین اونکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور سلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ چھہ ہزار برس گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی نہین ہے اسواسطے
کہ قول وہب سند نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اونھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نکی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھہ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی
نہین اسلیے کہ مورخونکا اسمین اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین۔
چنانچہ صاحب تقویم التاریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت

ہو جاوے اگر حضرت ابتدائی چھ ہزار برس مین فرض کرین تو گنجایش نہ رہے
لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہے ویسا ہی
منجمین کے حساب کے بھی غیر مطابق ہے علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کا
بعثت اور اکثر امت ساتوین ہزار مین ہے اسواسطے اسکے تئین ساتوین مین قرار
دینا درست ہو جاتا ہے کیونکہ جب حضرت ابتدا سے چھٹے ہزار مین ہوے اکثر امت
اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوئی توجیہ کی جا سکے باقی نہ رہی - اس بیان سے
معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہے کہ متقدمین کے خیال مین نہ گذرا اور ایسین
کچھ مضایقہ نہین ہے کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَدْعٰى مِنْ سَامِعٍ وَكَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ
یعنی بات متاخرین کے ذہن مین ایسی آجاتی ہے کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین
کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس
و بے غبار آئے کہ اوسمین کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت نہین ہے چنانچہ فرماتے
ہین کہ یہ حدیث حسن ہے درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہے اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہے اور مضمون اس حدیث کا فہم تعبیر مین
موافق محاورہ لوگون کے ہے کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے
ہین پیدایش سے موت تک کا حساب نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو
استعمال ہوتے ہین مثلاً ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے ساتوین مین داخل ہوا
کبھی اوسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین
باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اسوقت
تک چھ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون

پس موافق سوال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہے اگر کہیں کہ ہم لوگوں کو جو نکہ
تمام عمر وقت موت تک معلوم نہیں ہوتی ہے سوا سکے وقت کلام کے ایسا کہا گیا
ہی اور حضرت کو شاید کہ انتہای دنیا وقت قیامت تک معلوم ہو وے اسواسطے تمام
عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہیکہ احادیث صحیحہ بلکہ
قرآن مجید مین واقع ہے کہ علم قیامت کا سوا سے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلائق مین سے ملائکہ وغیرہ
مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا
عِنْدَ اللّٰهِ پس اس مقدمہ مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ
مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین الایام ماضیہ مین اختلاف
ہے اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار
ایک سو تر سٹھ برس کے ہے اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم کہ اور
کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہے کہ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ انتہیٰ
تمام ہوئی عبارت ہدیہ مہدویہ کی موضع الحاجۃ تک — اس عبارت طولانی کے نقل
کرنے سے یہ غرض ہے کہ تمام محدثین سلف و خلف کا خیال بسبب خلط ہوجانے خیال
اہل کتاب کے یہ تھا کہ عمر دنیا کی ابتدا سے آخر فنا تک سات ہزار برس کی ہے اور اس
خیال غیر صحیح پر جو کچھ تفریعات کین وہ سب خلاف نفس الامر نکلین اگر صعود و نزول
عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے بوجود عنصری بسبب خلط روایات و خیالات اہل کتاب
کے اونکے ذہن نشین ہو گیا ہو تو کیا استبعاد ہے لیکن اس خیال کی تصریح متن
احادیث صحاح مین کہین نہین پائی جاتی اور نہ قرآن مجید سے بہ تصریح ثابت ہوتی ہے

اگر اسکی تصریح ہے تو کلام شراح حدیث مین ہے یا کوئی قول کسی راوی کا حدیث مین درج ہوگیا ہے ودگر ہیچ اندرین صورت لازم ہے کہ مرزا صاحب کی تکذیب اس دعوے مین ہرگز نکیجاوے کیونکہ ایسی حالت مین قاعدہ تصدیق اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک مین یون مقرر فرمایا ہے وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ واضح ہو کہ اگر ایسی پیشین گوئیان جن سے معنی ظاہری قطعًا مراد نہین بلکہ استعارۃً وکنایۃً دوسرے معانی لطیفہ بطور استعارہ کے مراد ہین جمع کیجاوین تو ایک دفتر ہوجاوے بالفعل انہین دو پر اختصار کیا گیا وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ اب یہ عرض ہے کہ حدیث متنازع فیہ مین یہ پیشین گوئی باین تاکیدات کیون مذکور ہوئی ہے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ الخ اول تاکید قسم کے ساتھ دوسری لام تاکید اور نون ثقیلہ یہ خطاب نبی علیہ السلام کا کن لوگون سے ہے آیا صحابہ کرام رض سے ہے یا کل امت اجابت اور نیز امت دعوت سے بہر دو شق تاکیدات لغو ہوئی جاتی ہین کیونکہ صحابہ کرام اور امت اجابت تو مومنین صادقین ہین منکرین معاندین نہین جو محتاج تاکید ہون اور جبکہ نزول عیسی بن مریم بوجود عنصری مراد ہے تو ایسا نزول من السماء جو شخص دیکھ لیگا وہ انکار کیونکر کرسکتا ہے کہ اوسکو تو ایک ایسا کھلا ہوا نشان مل گیا جو کسی پیغمبر کو کبھی دیا ہی نہین گیا قال اللہ تعالی يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَى أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ پس بہر دو صورت کلام مقتضائی حال کے مطابق نہوا اور بلاغت و فصاحت سے عاری ہوا کیونکہ ایسی تاکیدات تو خطاب مین کسی بڑے منکر معاند

کیے جاتے ہیں تمہیں بیان تو یہ حال کہ منکر بھی اوسکو دیکھکر انکار نہیں کرسکتا اسصورت
میں کوئی محل صحیح ایسی تاکیدات کا معلوم نہیں ہوتا ہان بموجب مسلک مرزا صاحب کے
محل ان تاکیدات کا بہت درست ہوسکتا ہے کہ وہ نزول ایسا ہوگا جس سے تم اوسکے
خیالات کے منکر ہوگئے اور وہ عیسی بن مریم بھی ایسا ہی ہوگا کہ تم اوسکا انکار کروگے
مگر نفس الامر مین وہ نزول ایسا ہی ہوگا جیسا کہ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا میں
اندرین صورت علاوہ بلاغت کلام کے ایک دوسری شیئ نکلیگی کوئی اشارہ اور بھی پیدا
ہوگئی اور قاعدہ کلیہ علم معانی کا کہ کُلُّ حُکْمٍ مَعَ مُنْکِرٍ یَجِبُ تَوْکِیْدُہٗ بھی منتقض ہوا
دوسرے الفاظ صحیحین کے یہ ہیں کہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ
پس ان الفاظ مین بھی استفہام تعجبی کا کوئی محل صحیح نہیں معلوم ہوتا اور کلام ابلغ البلغاء
عاری بلاغت سے ہوا جاتا ہے جسکی شان ہے اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ لیکن بموجب
مسلک مرزا صاحب کے یہ استفہام تعجبی بھی اپنے محل پر ہے جسکا جواب خود نبی کریم
نے اپنے کلام پاک میں دیدیا وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ جیسا کہ شروح بخاری مین لکھا ہے اَوْ وَضْعُ
الْمُظْہَرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ تَعْظِیْمًا لَہٗ یَعْنِیْ ہُوَ مِنْکُمْ وَالْغَرَضُ اَنَّہٗ خَلِیْفَتُکُمْ وَہُوَ عَلٰی دِیْنِکُمْ
حاصل مطلب یہ ہے کہ وہ ابن مریم تمہیں میں سے ہوگا بجائے ہو کے لفظ امام اسواسطے فرمایا
کہ اظہار اوسکی امامت کا تعظیمًا کیا جاوے گویا کہ صحابہ کرامؓ نے جواب سوال نبی کریم
کا یہ دیا کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ آپنے اوسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ تمہیں میں سے
امام ہوگا اور تم تعجب کی نگاہ سے اوسے دیکھوگے سبحان اللہ کیا کلام بلاغت نظام
ہے ہر نکتہ دست بستہ محرم اسرار کجاست، شراح حدیث الفاظ اس حدیث کی شرح
مین لکھتے ہیں حَکَمًا اَیِ الْمَعْنٰی اَنَّہٗ یَنْزِلُ حَاکِمًا بِہٰذِہِ الشَّرِیْعَةِ لَا یَنْزِلُ نَبِیًّا

ان المقصود منه ابطال النصرانية والحكم بشرع الاسلام وكذا قوله ويقتل الخنزير و
معناه تحريم اقتنائه واكله واباحة قتله كذا قال الطيبي ويضع الحرب في رواية
لكنه تسمية الجزية والمعنى ان الدين يصير واحدا فلا يبقى احد من اهل الذمة
يؤدي الجزية حاصل مطلب یہ ہے کہ اسجگہ دو نسخے ہین اول و راصل یضع الحرب
اور دوسرا یضع الجزیہ درصورت نسخہ اول کے مدعا نہایت واضح ہے کہ اوس مین
گنجایش تاویل کی نہین ہے اور درصورت نسخہ دوم کو اگرچہ تاویل بعید خلاف مقصود
الجھو سلے کی ہے لیکن وہ مقبول نہین کہ مخالف نسخہ اول و اصل کے ہو اور تفسیر کلام
نبوی کی ایسی چاہیے کہ مصداق ہو بفسر بعضہ بعضا کے اور دوسری خوبی اس معنی مین
یہ بھی ہے کہ منسوخ ہونا احکام شرعیہ خاتم النبیین کا بھی لازم نہین آتا بخلاف معنی دوم
کے کہ وہ مستلزم ہے نسخ حکم جزیہ کو مگر بتاویل بعید۔ اسجگہ پر مجکو نہایت درجے کا تعجب
آتا ہے علم مولوی سلامت اللہ صاحب نائب مدرسہ سلیمانیہ ریاست بھوپال پر۔
ایک روز یہ آیچدان مولوی محمد بشیر صاحب مہتم مدرسہ سے بمقام مدرسہ مذکور اسی باب
مین کچھ گفتگو کر رہا تھا اوس اثنا مین سب صاحبان عملہ مدرسہ بھی حاضر تھے مولوی
سلامت اللہ صاحب خواہ مخواہ مجھسے اوجھنے لگے تب مین بھی مجبور ہو کر اونکی طرف
مخاطب کرنے لگا اس گفتگو مین یضع الجزیہ کے معنی کو جو اوپر لکھے گئے مولوی صاحب ممدوح
نے کہا کہ بالکل غلط ہین کیونکہ حدیث صحیح مین موجود ہے لا یقبل الا الاسلام و امت
نے بتدت سے کہا کہ یہ لفظ حدیث کے نہین ہین شاید قول شارح ہے یا کسی راوی کا
قول مدرج ہو جو اسے دیا کہ نہین یہ الفاظ خاص حدیث مین موجود ہین مینے کہا کہ
دکھلا دیجیے کہان ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ضرور دکھلا دینگے لہذا اب گذارش

کیا جاتا ہے کہ یا تو مولوی صاحب ثابت کرین کہ یہ الفاظ حدیث صحیح فلان کتاب مین
بقدان صفحہ موجود ہین ورنہ مولوی صاحب اوسی خطاب کے مستحق ہونگے جو تہذیب ایسی
حالت مین دیتے ہین اور واضح ہو کہ اگر مولوی صاحب نے ان الفاظ کو حدیث صحیح مین
ثابت بھی کر دیا تب بھی مقصود مولوی صاحب کا حاصل نہوگا کیونکہ مخالف او معارض
الفاظ صحیح بخاری کے ہے ترجیح الفاظ صحیح بخاری کو ہی رہیگی مولوی صاحب کو صرف
اتنا نفع ہوگا کہ اس خطاب سے بچ جاوینگے۔ اسی اثنا مین کچھ گفتگو یاجوج ماجوج کی نسبت
بھی ایسی کرنے لگے کہ جیسی مسجد کے آج کل کے ملا ناواقف کرتے ہین سنے اون سے
اوجواب شافی بحوالہ صحیح بخاری وتفسیر بیضاوی وغیرہ کے دیا مگر مولوی صاحب پر
کچھ اثر اوسکا نہوا۔ یاجوج ماجوج کی بحث کو مین ابھی طول نہین دیتا آئندہ کسی حصہ
اس رسالے مین انشاء اللہ تعالی یہ بحث بھی درج کیجاویگی، اسوقت اتنا ضروری سمجھتا ہون
کہ مولوی صاحب اپنے مسلک کے بموجب اعتراض ذیل کا جواب دیوین جو عیسائی
لوگ اہل اسلام پر کرتے ہین وہو ہذا۔ بیضاوی مین سد کا مقام مابین ارمینیہ وآذربیجان
کے لکھا ہے جہان مختار پاشا روس سے غزا کرتا تھا اور بعض مفسرین بلغار کے پرے
پلونا کے پاس لکھتے ہین جہان عثمان پاشا جہاد کرتا تھا اور معتقدین دوسرے ممالک یورپ
مین کوہ یورال مین لکھتے ہین۔ اور عرض تسعین کے ساٹھ تک مین سات اقلیمین مسلمان
بیانتے ہین اور پانچوین وچھٹے وساتوین مین یاجوج ماجوج کو لکھتے ہین اور جنہنے عرض تسعین
کے چورا سی درجے تک سیر کی پر یاجوج ماجوج اس صفت کے ساتھ جو مسلمان لوگ اپنے
خیال مین سمجھ رہے ہین اور وہی مولوی صاحب کا بھی خیال ہے نہین ملے اس
اعتراض کا جواب اور اس خیال کی تصحیح بمقابلہ خصم کے جس نے تمام زمین کو سیاحت

اگر کے جغرافیہ مفتاح الارض وغیرہ بناڈالی ثابت کیجیے واضح ہو کہ میری یہ غرض نہین
ہے کہ اس اعتراض کا جواب نہین ہو سکتا بلکہ اس اعتراض کا جواب تو میرے پاس ایسا
شافی ہے کہ از روی جغرافیہ اور از روی تواریخ و از روی کتب ملل و از روی کتب
انساب خصم اوسکے مقابل مین بجز تسلیم کے دم بھی نہین مار سکتا میری غرض یہ ہے
کہ مولویصاحب کے خیال کے بموجب اسکا جواب خصم کو نہین دیا جا سکتا اور وہ
خیال بھی غلط ہے جو بسبب غلط فہمی حدیثون کے یا ضعیف حدیثون کو صحیح مان لینے
سے پیدا ہوا ہے اور اس غلط فہمی کا ایک مدت دراز سے یہ نتیجہ خراب پیدا ہو رہا
کہ حضرت مخبر صادق کی کوئی پیشین گوئی یہ ملایان مسجد صادق نہین ہونے دیتے
اور جو مصداق پیشین گوئی کا حسب اخبار مخبر صادق کے ظہور مین آتا ہے اوسکو بخلاف
طریقۂ سلف صالح کے بجد و کوشش تکذیب کرتے ہین سلف صالح کا طریقہ تو اسبارے
مین یہ تھا کہ کہین لفظ ورق کو معنی مصحف کے لے لیا اور کہین غلمۂ قریش کے معنی
نوجوانان کے لیکر یزید اور عبد اللہ بن زیاد وغیرہما کو اوسکا مصداق قرار دیا اور امت
سے مراد اکابر امت یعنی صحابۂ کرام و اہلبیت عظام مراد لیے اور اطول الید کے معنی سخی
کے بطور استعارہ مراد لیے اور قمیص کے معنی خلافت کے لیے اور کتا کبر اشتر ارجس کو
ٹھہرایا اور عبد اللہ بن زبیرؓ کو مینڈھا قرار دیا اور زخم پوست خراش کا نام قتل رکھا وغیرہ
وغیرہ یہ خرابی اسوجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ لوگون نے علوم عربیہ و فنون ادبیہ کا
درس بالکل ترک کر دیا ہے علم معانی اور بیان سے محض نا آشنائی ہے صرف تراجم
کتاب و سنت پر اکتفا ہے میزان منشعب صرف پڑھ لی اور صحاح ستہ کا درس جاری
ہے بھلا ان حضرات سے کیا امید ہے کہ ان استعارات لطیفہ کو سمجھین اور معانی کنایا

کو ہو نہیں الکنایۃ ابلغ من التصریح انکے نزدیک کوئی چیز ہی نہین۔ ان حضرات
سے تو یہی ہوگا کہ جہان لفظ مثلاً ہیلیتن کا کسی شخص گذشتہ یا آیندہ کیواسطے استعمال
مین آویگا اوسکے واسطے بعینہ جثہ ہاتھی کا تجویز کرینگے اور ایک سونڈ بھی اوسکے
لگا دینگے اور چار پیر بھی موٹے موٹے اوسکے قرار دیوینگے اور ایک سر بھی عریض اور
موٹا اُسکا ماننا پڑیگا اور دو دانت بھی بھلا اور کچھ نہین تو ایک ایک گز کے ہون اور پھر
اسپر بھی کنایت نہوگی بلکہ ایک عماری بھی اوسکے اوپر رکھی ہوئی ہو اور فیلبان اوسکے
سر پر بیٹھا ہوا ایک آنکس سے ہانکتا ہو تب اُسکو ہیلیتن کہینگے جیسے حضرات ہنود راون
کے دس یا زیادہ سر قرار دیلیے ہین اور جزیرہ لنکا کو سونے کا کہتے ہین حالانکہ اونکی
کتب قدیم مین جزیرہ لنکا کو زر ریز ملک لکھا ہوگا یا راون کو عقلمند بہت بڑا کہ جس مین
دس سرون کی عقل ہو کہا گیا ہوگا انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ گر ہمین مکتب است
وین ملا ؎ کار طفلان تمام خواہد شد۔ پھر متعجبانہ ہو کر مولوی محمد بشیر صاحب تردید یا تنقیح
کرنے لگے کہ کہین الہام وکشف بھی اولیا کا کتاب و سنت سے ثابت ہوتا ہے مولوی [illegible]
نے جواب دیا کہ اسبارے مین حدیث محدثیت کی بھی شہادت الہام ہے پھر شیخ جی [illegible]
الہام کچھ آیات قرآن مجید کی پڑھین اور جلسے کو ختم کیا قول [illegible] اور صحیح مسلم کی حدیث
اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین
مہرودتین واضعاً کفیہ علی اجنحۃ ملکین الی قولہ فلا یحل لکافر یجد ریح
نفسہ الا مات ونفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ ساری
احادیث صحیحہ صریحہ جو دربارہ عیسیٰ کے وارد ہین اونکے لکھنے کی یہان گنجایش نہین ہے اہل
طالب علم حدیث اوسے واقف ہے اور اسیطرح مرزا صاحب دجال [illegible]

مراد لیتے ہین توحق سے کناصلے اور مرزا صاحب منکر ہین **اقول** مجھکو نہین معلوم کہ مرزا
صاحب اسکا کیا جواب دینگے مگر یہ ہیچمدان استفسار رکھتا ہے کہ اس حدیث کی تاویل
کا وقت ابھی نہین آیا یہ کیا ضرور ہے کہ ساری باتین ایک ہی وقت مین واقع ہوجاتین
دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو جو وعدے اور بشارتین تھین وہ ایک
ہی وقت مین واقع نہین ہوئین غور کرو قال اللہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ
بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدای ظہور دین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین واقع ہوا اور اتمام اسکا مہدیؑ یا عیسیٰؑ کے
وقت مین ہوگا حالانکہ وعدہ اسکا رسول کریم سے ہی ہوا اور علیٰ ہذا القیاس ہلاک کسریٰ
وقیصر اور تمامی اونکے خزائن کا جو نبی کریم سے موعود ہوا تھا ظہور اوسکا باتھہ خلفای
راشدین سے واقع ہوا۔ دارمی مین آنحضرتؐ کے اوصاف وعلامات جو کتب سابقہ
سے لکھے ہین اونمین بھی ذرا غور کرنا چاہیے صفھم فی القتال وصفھم فی الصلوٰۃ
سواء مہاجرہ طیبۃ ویکون ملکہ بالشام یفتح بہ اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا
غلفا علامت اول کی نسبت قبل فرضیت جہاد کے اگر کوئی عالم یہود یا نصاری اعتراضا
اوسوقت مین کہتا کہ نبی موعود کی نسبت ہمارے یہان یہ علامت لکھی ہے کہ اوسکی صف
قتال مثل صف صلوٰۃ کے ہوگی تو اہل اسلام کی طرف سے اسکا کیا جواب ہوتا بجز
اسکے کہ کہا جاوے کہ یہ وصف وعلامت اپنے وقت پر موجود ہوگی قبل ہجرت مدینہ
منورہ کے اگر کوئی مخالف اعتراض کرتا کہ اوس نبی موعود کی نشانی تو یہ لکھی ہے
کہ جگہ ہجرت اوسکی طیبہ ہوگی اور آنحضرت تو ابھی مکے مین ہی ہین تو اسکا جواب بھی وہی
ہوگا۔ بادشاہت ملک شام کی آنحضرتؐ کے عہد فیض مہد تک نہین ہوئی بلکہ بعد

وفات شریف خلفا کے وقت مین ملک شام فتح ہوا تو اگر کوئی احبار مین سے اعتراض
کرے کہ یہ علامت نبوت جو ہماری کتابون مین لکھی ہے ذات آنحضرت علیہ السلام مین
نہین پائی گئی تو اسکا کیا جواب ہوگا یہی تو ہوگا کہ حضرت علیہ السلام کے خلفا کا فاتح
و مالک ہونا خود حضرت ہی کا فاتح ہونا ہے خلاصہ یہ ہے کہ کسی صاحب کمال کیواسطے
جسقدر پیشین گوئیان ہون اونکا ظہور ایک آن واحد مین نہین ہوسکتا اور نہ یہ
کچھ ضرور ہے کہ وہ تمام پیشین گوئیان ایک ہی کامل شخص کی ذات مین ظہور پذیر
ہون بلکہ جو اوسکے متبعین کامل ہین وہ بھی اوسیکا حکم رکھتے ہین دیکھو من النبیین
والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۔ اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۔ آمین اور واضح ہو
کہ محل نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا مختلف وارد ہوا ہے قال الحافظ ابن کثیر
وقد ورد فی بعض الاحادیث ان عیسی علیہ السلام ینزل ببیت المقدس و
فی روایۃ بالاردن و فی روایۃ بعسکر المسلمین فاللہ اعلم دیکھو حافظ ابن کثیر
بسبب تعارض روایات محل نزول کے اوسکی تاویل کو حوالہ بعلم الٰہی کرتے ہین اور
جزما کوئی بات نہین کہتے ہین ایسی پیشین گوئیون مین اسلم طریقہ یہی ہے کہ جسقدر امر
باطن کو احادیث احاد مفید ہون اوسقدر اعتقاد رکھنا چاہیے باقی تفاصیل کو حوالہ
بعلم الٰہی رکھنا چاہیے اور اوسکی تاویل کا انتظار کرنا چاہیے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے
کیا ۔ اب یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ جو عوام مین مشہور رہے اور اکثر علما کا بھی خیال
ہے کہ حضرت عیسی منارہ سفید دمشق کے اوپر بوجود عنصری آسمان سے اوترینگے
یہ خیال کن الفاظ سے پیدا ہوا ہے ایسے معنی خیال کرنا تو بالکل اس حدیث کا تحریف

کر دینا ہے کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ لفظی بھی اگر کیا جاوے تو صرف یہ ہوگا کہ کسی جگہ
قریب منارہ سفید کے جو دمشق کے شرق کی جانب ہے آپ نازل ہونگے وہاں آئین
یہ کہا ہے آیا کہ اوس منارے کے اوپر بوجود عنصری آسمان سے اوترینگے - اور
وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اگر یہ بیان ہی کیفیت اوترنے اونکا تو بڑی
مشکل یہ ہے کہ جو شخص اوپر سے نیچے کو کسی چیز کے سہارے سے اوترتا ہے وہ اس
شان سے نہیں اوترتا کہ صرف ہتھیلیاں ہاتھ کی کسی شے پر ٹیکے بلکہ یا تو دونوں
ہاتھ بغل تک کسی دو چیزوں پر ٹیکے گا یا کوئی شے مثل چھیان کے اوپر چھوڑ کر اوترگا
یا اور کوئی صورت ہوگی مگر وہ شان جو تمہارے خیال میں آئی ہے نہ ہوگی - اور پھر
اس حدیث کے کیا معنی ہونگے کہ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ بس
جو معنی اسکے ہیں وہی معنی اسکے بھی مراد ہوسکتے ہیں تاکہ سب تکلفات سے خلاص ہو
چنانچہ لکھا ہے مجمع البحار میں وَقِيْلَ هُوَ بِمَعْنَى التَّوَاضُعِ تَعْظِيْمًا لِحَقِّهٖ بلکہ اصل
معنی اجنحۂ ملائکہ کے وہی معلوم ہوتے ہیں جو زبدہ شرح شفا میں لکھے ہیں اَجْنِحَةُ
الْمَلٰٓئِكَةِ لَيْسَتْ كَمَا يُتَوَهَّمُ مِنْ اَجْنِحَةِ الطَّيْرِ وَلٰكِنَّهَا صِفَاتٌ مَلَائِكِيَّةٌ لَا
تُفْهَمُ اِلَّا بِالْمُعَايَنَةِ كَيْفَ وَلَيْسَ كَمَا رُوِيَ لَهُ ثَلٰثَةُ اَجْنِحَةٍ وَلَا اَرْبَعَةٌ فَكَيْفَ بِسِتِّ
مِائَةٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا
لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ
وَالتِّرْمِذِيُّ یہاں پر ملائکہ کے بازوؤں سے صفات اور قوای ملکیہ مراد ہیں اور قیاس
نکرنا چاہیے اونکو پرندوں کے بازو پر اسلیے کہ پرندوں کے سوا ے دو کے تین
یا چار بازو نہیں ہوتے ہیں چہ جائیکہ چھ سو بازو ہوں - ہاں البتہ بموجب مسلک

محدثین کے بارہ ملانا معہ کے واسطے ثابت کرنا ضروری ہے لیکن اونکی کیفیت کو انہی
کو حوالہ بارہ رہنا چاہیے۔ اور [illegible] حدیث کے کلمات سے لیا اور قرآن
آیا یہ کرامت اور معجزہ حضرت عیسیٰ کا ہمیشہ رہیگا کہ جب آپکا دم اور سانس باہر کو
آوے تو یہ معجزہ ہر نفس میں پایا جاوے اندریں صورت نہ جہاد کی ضرورت رہی نہ
قتل کرنے دجال کی حاجت ہی اور پھر باوجود اس معجزہ کے محاصرہ کیا جانا حضرت عیسیٰ
اور اونکے یاروں کا کوہ طور میں کیونکر ہوگا جو اسی حدیث میں مذکور ہے پس معلوم
ہوا کہ یہ معنی تو ہرگز مراد نہیں ہیں کوئی دوسرے معنی مراد ہیں وہ بیان کیے جاوینگے
لیکن وہ معنی دوسرے آپکو مفید اور مرزا صاحب کو مضر ہونگے کہ اونکے ہر کلام [illegible]
سے تمام مخالفین اسلام قل موتوا بغیظکم کے مصداق ہو رہے ہیں قال فی مجمع بحار
الانوار ناقلا عن نہایۃ ابن الاثیر الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ای انامنا
وھو تسمیۃ النوم بالموت لزوال العقل والحرکۃ لا تحقیقا وقیل الموت فی کلام العرب یطلق علی السکون
کما ماتت الریح ووقع علی اقسام بحسب انواع الحیوۃ بازاء القوۃ النامیۃ فی الحیوان
والنبات یحیی الارض بعد موتہا وبزوال القوۃ الحسیۃ کیالیتنی مت قبل ھذا
وبزوال القوۃ العاقلۃ وھی الجہل کا ومن کان میتا فاحییناہ والحزن والخوف
المکدر للحیوۃ کیاتیہ الموت من کل مکان والمنام کالتی لم تمت فی منامھا وقد قیل
المنام الموت الخفیف ویستعار للاحوال الشاقۃ کالفقر والذل والسوال والہرم
والمعصیۃ وغیرھا یہ مشتی نمونہ از خروارے ہے اون معانی مرادی کا جنکو [illegible]
حدیث اپنی شرح حدیث میں لکھتے ہیں یہ تفصیل [illegible]
فقہ حدیث اوسنے واقف ہی فقولہ پھر باوجودیکہ دجال [illegible]

حدیثیں مشتمل بر علامات صریحہ وارد ہیں از انجملہ یہ علامات ہیں کہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا
دوسری آنکھ اوسکی ایسی باہر نکلی ہوئی ہوگی جیسے انگور کے خوشہ سے کوئی دانا نکلا ہوتا ہے
بالجملہ بیشک دجال کے حق میں احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہیں مرزا صاحب ان
حدیثوں صحیحہ کے ہرگز منکر نہیں ہیں مگر آپ صاحبوں کی یہ کیفیت ہے کہ حفظت شیئاً
وغابت عنک اشیاء اول تو تعدد دجاجلہ کی نسبت احادیث صحیحہ صریحہ بہت
وارد ہیں کسی میں تعداد اونکی ثلثین اور کسی میں قریبا من ثلثین اور کسی میں نیف
وثلثین موجود ہیں پس لفظ دجال کلی ہوا نہ جزئی اسکے بعد دجال اکبر سے واسطے
جو حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ میں ہیں اسقدر اختلاف ہے کہ اونکی تطبیق و توفیق نہایت دشوار
ہے کسی حدیث میں اعور العین الیمنی کسی میں اعور العین الیسری کسی میں ممسوح
العین کسی میں جاحظ العین کسی میں لیست بناتیۃ ولا حجراء اور کسی میں کان
عینہ عنبۃ طافیۃ ہے اور یہ سب روایات صحیحہ ہیں اور جیسا کہ احادیث احاد کا حکم
ہے ویسا ہم ان احادیث پر اعتقاد رکھتے ہیں مگر آپ فرمایئے کہ جب ایک ہی روایت
کو آپ نے صحیح سمجھکر باقی سب روایات صحیحہ کو ترک کر دیا کیسا عمل بالحدیث ہوا جب آپ
کہیں کہ ان روایات مختلفہ کی آپ کیونکر توفیق و تطبیق کرینگے اگر قاعدہ اذا تعارضا
تساقطا کا مدنظر رہیگا تو اہمال و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آویگا اور اگر کوئی وجہ
جامع ایسی پیدا کیجاوے کہ جو سب پر اعمال ہوجاوے اور اہمال لازم نہ آوے تو
وہی مسلک مرزا صاحب کا اختیار کرنا پڑیگا مثل مشہور ہے ع ہرچہ دانا کند
کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار شیخ عبدالحق ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اور بھی
بدانکہ احادیثے کہ وارد ہوئی ہیں دجال کے وصف میں کلمات متنافرہ یعنی

مختلف والے ہین کچھ مشکل ہی توفیق اونمین اور ہم بیان کرینگے ہر ایک کو اونمین سے علیحدہ
اوس حدیث مین کہ ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث مین تو ہے کہ آنکھ اوسکی طافیہ یعنی
بلند ہوگی اور اور حدیث مین ہے کہ وہ جاحظ العین ہے گویا کہ آنکھ اوسکی ایک
ستارہ ہی اور اور حدیث مین آیا ہے کہ آنکھ اوسکی نہ ناتیہ ہے اور نہ حجرا اور توفیق انمین یہ
کہ اختلاف وصفون کا بسبب اختلاف دونون آنکھون کے ہے یعنی ایک ایسی ہوگی
اور ایک ایسی اور موید اسکا ہے وہ جو ابن عمرؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا
داہنی آنکھ کا اور حذیفہؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ ممسوح العین ہوگا اوسپر ناخنہ
موٹا ہوگا اور یہ بھی ایک حدیث مین آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا بائین آنکھ کا
ان اوصاف مختلفہ مین یہ ہے کہ ایک آنکھ تو بالکل گئی ہوئی صاف ہوگی اور دوسری
عیب دار ہوگی پس درست ہی یہ کہ کہا جاوے ہر ایک آنکھ کو عورا اسلیے کہ معنی عور
کے اصل مین عیب کے ہین پس اوسکی آنکھ داہنی بھی عیب دار ہے اور بائین
بھی انتہی **قولہ** اور دونون آنکھون کے درمیان ک ف ر یعنی کفر لکھا
ہوا ہوگا **اقول** اس باب مین بھی احادیث صحیحہ مختلف ہین بعض مین تو وہی
جو گذرا اور بعض مین کَافِرٌ یَقْرَءُہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ کَاتِبٍ وَغَیْرِ کَاتِبٍ اور بعض مین یَقْرَءُہٗ
مَنْ کَرِہَ عَمَلَہٗ ان سب روایتون کی تطبیق کی وجہ یہی ہے کہ اوسکی پیشانی
تقدیر مین کفر ازلی لکھا ہوگا جو دور نہو سکے گا جسکو مومن اپنی فراست صادقہ سے پہچانیگا
جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ
غِشَاوَۃٌ ایضاً قال اللہ تعالی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ اور جیسا کہ فرمایا
اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلَالًا فَہِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَہُمْ مُقْمَحُوْنَ - وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ

أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ايضاً قال الله تعالی
وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً اور جانب مخالف اسکے مومنین
کے حق مین ارشاد فرمایا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ غرضکہ جو معانیہائے لطیفہ
اور استعارات مصرحہ علم بیان کے ان آیات مین مراد ہین ویسے ہی اسکے معنی بھی سمجھنے چاہئے
اور فرمایا الله تعالی نے تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ اور منافقین کے حق مین ارشاد فرمایا
وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ فائدہ
ترجمہ شاہ عبد القادر مین لکھا ہے حضرت کے اصحاب اور لوگون مین پہچانے پڑتے
تھے سجدے کے نور سے انتہی **قولہ** اسکے ساتھ دوزخ اور بہشت ہوگی **اقول** اصح الکتب بعد
کتاب اللہ مین تو یون لکھا ہے یجیٔ معہ بمثال الجنۃ والنار اور دوسرے نسخے مین بمثل الجنۃ
والنار اگر باقی روایات کو روایت بخاری پر محمول کرتے ہو تو فبہا آپ کو کچھ مفید
نہین اور مرزا صاحب کو کچھ مضر نہین ہے اور اگر صحیح بخاری کی روایت کو تسلیم نہین
کرتے تو ان روایات مختلفہ مین وجہ توفیق کیا ہوگی بینوا توجروا کسی روایت
مین تو ہے کہ اوسکے ساتھ روٹیون کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی اور کسی روایت مین ہے
یجیٔ معہ بمثل الجنۃ والنار اور پھر مین یہ بھی کہتا ہون کہ اسمین کیا استحالہ ہے
اللہ تعالی پر آسان ہے کہ اپنے وقت پر ایسا ہی دجال پیدا ہو جاوے جسمین یہ ساری
صفات بطور حقیقت کے بھی پائے جائین اللہ تعالی تو اس سے زیادہ پر قادر ہے
تمکو اسمین استبعاد کیون ہے اور مرزا صاحب نے جو معنی دجال کے لکھے ہین اسکے
مصداق وہی ہین جو زمانہ حال مین پیشہ دجل رکھتے ہین اور انکی کثرت احادیث
صحیحہ سے بھی ثابت ہی کما مر **قولہ** اور زمین پر چالیس دن ٹھہریگا پہلا دن

برس دن کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا ہفتے کے برابر
اور باقی ایام مثل ان دنون کے ہونگے اقول اس باب مین بھی احادیث صحیحہ
مختلف ہین بعض مین تو وہی جو گذرا اور دوسری روایت بروایت صحیح مسلم یہ ہے
یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوما او اربعین شهرا او اربعین
عاما اور تیسری روایت شرح السنہ کی جو مشکوۃ شریف مین موجود ہے عن اسماء بنت
یزید بن السکن قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمکث الدجال فی الارض
اربعین سنة السنة کالشهر والشهر کالجمعة والجمعة کالیوم والیوم کاضطرام
السعفة فی النار رواه فی شرح السنة شراح حدیث نے تطبیق اسکی یون لکھی ہے کہ
مراد اول سے ٹھہرنا اوسکا ہے ساتھ فتنہ اور خلل و فساد ڈالنے کے اور اس سے دوسری
ٹھہرنا یا باعتبار شدت کے ایک دن مانند ایک برس کے ہوگا اور دراز معلوم ہوگا
اور باعتبار جلدی گذر جانے کے کم ہوگا حتی کہ ایک دن مانند ایک ساعت کے
ہوگا مگر آپ ان روایات مین کیونکر تطبیق کر سکتے ہین آپکا خیال تو یہ ہے کہ اول دن
آفتاب کبد سما مین برس دن تک ٹھہرا رہیگا اور دوسرے دن ایک مہینا اور
تیسرے دن ایک ہفتہ اور غرض آپکی اس خیال سے یہ ہے کہ ابھی وہ زمانہ نہین آیا
جسمین ایک دن برس دن کے برابر ہو آخر تک بغیر اس دن کے آئے ہوئے
مسیح موعود کیونکر پیدا ہو سکتے ہین پس آپ پر لازم ہے کہ کوئی وجہ توفیق ایسی بیان
کرین جس سے خیال مذکور صحیح و قایم رہے ورنہ ہماری ناقص راے مین تو وہی وجہ
توفیق جو شراح حدیث نے لکھی ہین ہو سکتی ہے اور یا اسطرح بھی تطبیق کر سکتے ہین کہ
بسبب کثرت اسباب مثل ریل گاڑی و تار برقی وغیرہ ...

کی قوت اسوقت میں بڑھگئی ہے یعنی جو مسافت وغیرہ مثلاً ایک ماہ میں طے ہوتی تھی وہ اب ایک ہفتہ میں طے ہو سکتی ہے ہمین لحاظ مخبر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اَلسَّنَةُ کَالشَّہْرِ وَالشَّہْرُ کَالْجُمُعَةِ وَالْجُمُعَةُ کَالْیَوْمِ وَالْیَوْمُ کَاضْطِرَامِ السَّعْفَةِ اور یَوْمٌ کَسَنَةٍ وَیَوْمٌ کَشَہْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَةٍ بھی اسی اعتبار سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ہر ایک طرفین تشبیہ میں سے بسبب کسی نکتہ بلاغت کے مشبہ بھی ہو سکتی ہے اور مشبہ بہ بھی گردانی جاتی ہے۔ اور یہ جو ارشاد ہے وَسَائِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّامِکُمْ اس سے مراد یہ ہے کہ شدت فساد اور زور فتنہ اوسکے کا ان باقی ایام میں باقی نرہیگا اور ضعیف ہو جاویگا پس وہ باقی ایام مثل ان تمہارے ایام کے ہونگے اور تاویل اسکی بہ تقارب زمان بھی ہو سکتی ہے جو خود حدیث ترمذی میں موجود ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَیَکُوْنُ السَّنَةُ کَالشَّہْرِ وَالشَّہْرُ کَالْجُمُعَةِ وَتَکُوْنُ الْجُمُعَةُ کَالْیَوْمِ وَیَکُوْنُ الْیَوْمُ کَالسَّاعَةِ وَتَکُوْنُ السَّاعَةُ کَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ بہرحال جواب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا در جواب سوال صحابہ کرام کے کہ اَتَکْفِیْنَا فِیْہِ صَلٰوةُ یَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَہٗ قَدْرَہٗ کیسا مطابق واقع اور جواب با صواب ہے یعنی جب صحابہ کرام نے بطور استفہام انکاری یا تردد ی کے یا جو کچھ اس استفہام کا مقتضا ہو عرض کیا کہ جب ایک دن برابر ایک برس کے ہوگا تو اوسمین نماز ایک دن کی کافی ہوگی یا تردد ہے کہ کافی ہو یا نہو۔ تب آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ لا یعنی یہ بات نہیں جو تم سمجھے ہو کہ دن کی مقدار بڑھجایگی بلکہ اندازہ کرو اوسکا مقدار ایک دن کے یعنی وہ دن مقدار مین بقدر ایک ہی دن کے ہوگا تشبیہ اوسکی ساتھ ایک برس کے از روی مقدار

نہین ہے بلکہ وجہ تشبیہ اوسکی دوسری ہے جو مثلاً باعتبار قوت زمانہ کے بسبب
قوت اسباب وکثرت سامان وغیرہ کے حاصل ہوگی اب بطور مثال کے عرض کیا
جاتا ہی کہ ہم ریل مین بیٹھے اور سات روز کا راستہ مثلاً ایک رات دن مین طی کیا
تو ہم پر صرف پانچ نماز ایک رات دن کی ہی فرض ہونگی پینتیس نمازین سات دن کی
یا حکم قصر نماز کا جو مسافر کے واسطے ہے وہی ہمکو حاصل رہیگا باوجودیکہ سات روز کا
راستہ ایک روز مین طی ہو گیا کیونکہ مقدار ساعات رات دن کی تو وہی چوبیس گھنٹہ
ہی ہے کہ اقدروا لہ قدرہ قاعدہ کلیہ ہے علیٰ ہذا القیاس اسکے عکس مین بھی [illegible]
قولہ [illegible] اسناد ہذا فی الکریم رسولہ ما اصدق والحمد للہ واللہ اکبر اللہ
اور زمین پر ایسا تیز چلیگا جیسا بادل کہ جسکے پیچھے ہوا ہو پوری پوری احادیث کو بیان
کے واسطے بڑا دفتر چاہیے اقول اسمین آپکو کیا استبعاد ہے ریل گاڑی موجود
ہوگئی ہے اللہ تعالی نے مخبر صادق کی صدق پیشین گوئی کیواسطے پیش از ظہور
دجال طیار کرا دی ہے اور گورنمنٹ انگلش کو تمام دنیا مین پھیلانے کے واسطے ساعی
و سرگرم کر رکھا ہے کہ چند عرصے مین تمام دنیا مین پھیل جاویگی اور اب سے بھی اوسکو مشابہت
صوری بدرجہ غایت ہی جسکی نسبت مخبر صادق فرما گئے کہ استدبرتہ الریح [illegible]
پچاس گاڑی ایک جسم ہو کر مانند بادلون کے دوڑتی ہین افسوس ہے کہ پہلے قرون
مین جو پیشین گوئی حضرت کی واقع ہوتی تھی سلف صالح اوس واقع کو اوسکا مصداق
قرار دیتے تھے حضرت حذیفہ فرماتے ہین لیکون منہ الشیئ قد نسیتہ فاراہ
فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ متفق علیہ
اب یہ حال ہی کہ جو پیشین گوئی مخبر صادق کی ہو بہو واقع ہو جاتی ہے اور کوئی شخص

مؤید من اللہ اوسکی تصدیق کے درپے ہوتا ہے تو علمای زمن اوسکی تکذیب
کرتے رہتے ہین یا حسرۃً علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون
ادہر تو علماے مذہب ظاہر پرستی اختیار کرلیا ہے اور اودہر مخالفین اسلام نے
اپنی اپنی عقل ناقص کی پرستش نہ کسی مذہب کے پابند ہین نہ کسی کتاب کے
پہر وہ مخالفین تو ایسی پیشین گوئیون کو کیون تسلیم کرنے لگے لیکن موافقین بہی جبہی
خدا مانینگے جب تک کہ ایک ایسا گدہا حقیقی پیدا نہو کہ جسکے دونون کانون اسکے
کے فاصلہ ستر باع کا ہو علی ہذا القیاس اوسکے پیر اور چہرہ اور شکم اور سینہ اور کل اعضا
اور جسم اسیقدر عظیم و طویل ہون کیونکہ الشئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ مقدمہ
مسلمہ ہے اور پہر اوسپر ستر ہزار یہود اصفہان سمیت دجال کے سوار ہون اور
ایک جانب اوسکے جنت ہو تو دوسری جانب دوزخ اور پہر کوئی ایسا شہر باقی
نرہے جسمین اُس گدہے کا گذر نہو مگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور پہاڑ روٹیون کا
اور پانی کی نہر بہی اوسکے کسی عیال وغیرہ پر ہو تاکہ موافقین کو روٹی اور پانی سے
تواضع اور مخالفین کو آگ مین ڈالے اور پہر تیز رفتار بہی ایسا ہو کہ ہوا اور ابر
باران اوسکے پیچھے رہجاوے اور باوجود ان سب کارروائیون کے ایک دن بطول
ایک برس کا حساب ہے جو وہ مہینے کے وہ روز ہوتے ہین تمام بلاد دنیا کو روند ڈالے وغیرہ
وغیرہ تب دجال ہونیکے گدہے کی تصدیق ہو بیشک اللہ تعالی کو سب قدرت ہے
امنّا باللہ انہ علی کل شیء قدیر مگر گذارش یہ ہے کہ ایسے کہلے کہلے نشان
جبکہ کسی نبی صادق کو بہی نہین دیئے گئے تو دجال کو جو رسالت کا دعوی بہی کا ذب
نکریگا کیونکر دیے جاوینگے اور اگر دیے جاوین تو نعوذ باللہ اسکا گدہا تو انبیا سے

بھی بڑھ گیا اور تخت سلیمانؑ بھی اوسکے روبرو ناچیز رہا و نعوذ باللہ منہ
حالانکہ حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا مقبول ہو چکی ہے وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ
مِنْ بَعْدِي - ایہا الناس یہ استعارات ہیں جیسے کہ شواہد میں مذکور ہو چکا قولہ
اور لیلۃ القدر کو ایک زمانہ جاہلیت اور ایام ضلالت سمجھتے ہیں باوجودیکہ لیلۃ القدر
کی تعیین اور فضیلت میں کتنی صحیح صریح حدیثیں صحاح میں موجود ہیں لیکن ہدایت
اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے وَمَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ وَمَنْ يُضْلِلِ
اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ **اقول** یہ کلام قائل کی ناواقفیت پر مسلک مرزا صاحب
سے دلالت کرتا ہے مرزا صاحب ہرگز ہرگز لیلۃ القدر مندرجہ حدیث کا انکار نہیں کرتے
بلکہ براہین احمدیہ میں بتصریح لکھدیا ہے کہ لیلۃ القدر کے ظاہر معنی وہی ہیں جو
مشہور ہیں اور احادیث میں آئے ہیں اور یہ معنی بطور کشف کے کھلے ہیں جو
استعارات لطیفہ اور کنایات لطیفہ پر مشتمل ہیں اور یہ تو ایک معجزہ قرآن شریف
کا ہے کہ اوسکے دقائق و اسرار بے نہایت ہیں وہ اولیاء اللہ پر ہمیشہ مکشوف ہوتے
رہتے ہیں اور عارف باللہ اس سے سیر نہیں ہوسکتے وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ
وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ اوسکی شان ہے شرح مشکوٰۃ میں
لکھا ہے وَلَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ یعنی اور واسطے قرآن کے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ جسے سمجھتے ہیں
اوسکے سمجھنے میں احتیاج تامل کی نہیں اور باطن ہے یعنی بعضے معنے قرآن کے
محتاج تامل اور فکر کے ہیں کہ نہیں سمجھتے اوسکو مگر خواص مقربین علما و عاملین
اور ہر کوئی بقدر سمجھ اپنی کے ساتھ قرآن کے مواخذہ کیا جاویگا اگر عمل نہ کریگا انتہی
قَالَ الْإِمَامُ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ فِي الْإِحْيَاءِ [illegible]

السماع من رسول الله صلى الله عليه وسلم الا في بعض الآيات والصحابة رضي الله
عنهم ومن بعدهم اختلفوا اختلافا كثيرا لا يمكن فيه الجمع وتمييز سماع الجميع
من رسول الله صلى الله عليه وسلم والاخبار والآثار تدل على اتساع معانيه
قال عليه السلام لابن عباس رضي الله عنه اللهم فقهه في الدين وعلمه
التاويل فلو كان مسموعا فلا وجه للتخصيص قال عز وجل لعلمه الذين يستنبطونه
وقال ابو الدرداء لا يفقه الرجل حتى يجعل للقرآن وجوها وقال علي رض لو شئت
لاوقرت سبعين بعيرا من تفسير فاتحة الكتاب وقال ابن مسعود من اراد علم
الاولين والآخرين فليثور القرآن وقال بعض العلماء لكل آية ستون الف فهم
وما بقي من فهمها اكثر وقال الآخر القرآن يحوي سبعة وسبعين الف علم
ومائتي علم اذ لكل كلمة ظهر وبطن وحد ومطلع وفي القرآن اشارة الى
مجامع العلوم وكل ما اشكل على النظار ففي القرآن رموز اليه فالنهي اما عن تاويل
على وفق ماله من الرأي الذي لولاه لم يلح له كمن يلبس على خصمه بالتمسك
بآية على تصحيح بدعته مع علمه بانه ليس بمراد وقد يكون له غرض صحيح
فيتمسك عليه بآية يعلم انه ليس المراد منها كمن يدعو الى مجاهدة النفس
فيتمسك بقوله عز وجل اذهب الى فرعون انه طغى ويشير الى نفسه وقد
تكون الآية محتملة فيميل فهمه الى ما يوافق غرضه واما عن التسرع الى ان
يفسر قبل احكام الظاهر فانه كالبلوغ الى صدر البيت قبل مجاوزة الباب. وقال
شارح التاويلات اجمعوا على استخراج معانيه بالرأي واختلفوا في توفيقه
بينه وبين الاحاديث فقيل التفسير بيان سبب النزول والتاويل بيان ما

يحتمل اللفظ وقد جعل الله القرآن اصلاً لجميع ما يحتاج اليه ولكن ليس كل [illegible]
فلا بد من الاستخراج بالرأي بالعرض على الاصول وقيل التفسير بيان حقيقة
اللفظ اذا علمت والتاويل صرف اللفظ المحتمل الى بعض وجوهه بدليل [illegible]
فلو قطع منه كان تفسيراً بالرأي اور مجمع البحار مين نہاية وغيره سے لکہا ہے لكل آية ظهر
وبطن الظهر ما ظهر بيانه والبطن ما احتيج الى تفسيره لكل حرف حد اي نهاية
اي لكل طرف من الظهر والبطن مطلع بتشديد طاء وفتح لام اي مصعد يصعد اليه
فيطلع عليه بالترقي اليه فمطلع الظهر بعلم العربية واسباب النزول والناسخ
ونحوه ومطلع البطن تصفية النفس بالرياضة اور مطلع ہونا مرزا صاحب کا بطن
قرآن پر اظہر من الشمس ہے کہ تین سو دلائل عقلیہ قرآن شریف سے نکالکر تمام دنیا کے
مخالفین اسلام پر حجت اللہ قایم کی ہے اور علاوہ بران یہ کہ اشتہار دس ہزار روپیہ
کا بھی اوسمین شامل کیا ہے کہ جو شخص اُن براہین کو بشرائط مندرجہ اشتہار توڑ دے
اوسکو یہ مبالغ کثیرہ دیئے جاوین لیکن کوئی مخالف اخذ ان مبالغ کا قبول نہین
کرتا صدق رسوله الكريم ولم يدعون الى المال فلا يقبله احد [illegible] تو شاید یہ سبب
کچھ ہے لیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے ومن يهدي الله فما له من
مضل ومن يضلل الله فما له من سبيل **قوله** الغرض مرزا صاحب کو
معلوم ہو کہ اگر آپکا اعتقاد ان باتون پر پختہ اور کامل ہے اور اپنے دعوے مین سچے
اور راست باز ہو تو ہمارے ساتھ شہر امرتسر مقام عیدگاہ درمیان مجمع عام کے [illegible]
[illegible] وقت مباہلہ کرو تاکہ جھوٹا رسوا اور شرمسار ہو اور اوسکی غلطی نکلے اور آپکی
راستی ظاہر ہو [illegible] مدت العمر کوئی ملا یا خشک زاہد نفس پرست مزاحم نہوسے [illegible]

روشنی بگری است چہ کار دونان حیلہ و بی شرمی است ◌ زانکہ صیاد آورد بانگ
صفیر تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ◌ اور اگر خود ہی شک اور تردد مین ہو تو اللہ کی مخلوق
کو کیون بہکاتے ہو ◌ ست آخر بکیے خدا کارت ◌ نہ کسی یاور ونہ کس یارت ◌

اقول اس شخص کو مسئلہ مباہلہ بھی نہین معلوم کہ مباہلہ کسوقت مین ہونا چاہیے
اور کیا کیا شرائط اوسکی کتاب و سنت مین آئی ہین لہذا اوسکے آگاہی مسلمانون
کے واسطے شرائط تفسیر فتح البیان سے لکھی جاتی ہین قال فی الجمل و قد [illegible] عند
شیخنا العلامۃ [illegible] قدس سرہ فی جواز المباہلۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کتب رسالۃ فی شروطہا المستنبطۃ من الکتاب والسنۃ والآثار وکلام الائمۃ و
حاصل کلامہ فیہا انہا لا تجوز الا فی امر مہم شرعا وقع فیہ اشتباہ وعناد ولا
یتیسر دفعہ الا بالمباہلۃ فیشترط کونہا بعد اقامۃ الحجۃ والسعی فی ازالۃ الشبہۃ
وتقدیم النصح والانذار وعدم نفع ذلک ومساس الضرورۃ الیہا انتہی اگر
کوئی شخص کہے کہ مرزا صاحب نے خود مولوی اسمعیل صاحب ساکن علیگڈھ کو
واسطے مباہلہ کے رسالہ فتح اسلام مین طلب کیا ہے اب جو عبدالحق صاحب
واسطے مباہلہ کے مرزا صاحب کو طلب کرتے ہین تو آپ لوگ یہ شرائط لگاتے ہین
یہ دوسری بات ہے کہ آپکو سب [illegible] اور کو آخر کہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ مرزا صاحب
سے اون گفتگو زبانی اور بالمواجہ بمقام علیگڈھ مولوی اسمعیل صاحب سے ہو چکی
ہے اور مرزا صاحب اونکے اعتراض کا جواب شافی دیچکے ہین علاوہ مولوی اسمعیل
صاحب نے مرزا صاحب پر یہ افترا کیا کہ اونکے بیان آلات رصد اور نجوم کے موجود
ہین اور اوسکے ذریعے سے اخبارات بیان کرتے ہین الہام انکو نہین ہوتا ہے تب مرزا

صاحب نے بعد ایک مدت دراز کے مجبور ہو کر درخواست مباہلہ کی بجواب تحریر کردہ
کہ درخواست مرزا صاحب در بارۂ مباہلہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے کیسی مدلل بالی
شرائط ہوئی کہ اوسمیں ایک شرط بھی فوت ہونے نہیں پائی بخلاف درخواست مباہلہ
عبدالحق صاحب کے کہ اوسمیں کوئی ایک شرط مباہلہ بھی نہیں پائی جاتی بلکہ خلاف
سنت ہے اسیواسطے مرزا صاحب بار بار اصرار فرماتے ہیں کہ اولاً ایک جلسہ علما
کا منعقد ہو اور مسئلہ متنازعہ فیہا میں جو شکوک و شبہات جانب مخالف بیان کریں
وہ تحریر ہو جائیں اور بعدہ مرزا صاحب اون سب کا جواب دیدیں اور تقریریں دونوں
سوالات و جوابات کی تحریر ہو کر عام لوگوں کو سنا دیجاویں اگر اسپر بھی تسکین یا تشفی
نہو تو مخالفین کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں۔ علاوہ اسکے ہمراہ رسالہ فتح اسلام
اور توضیح مرام کے مرزا صاحب نے یہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جبتک تیسرا رسالہ ازالۂ
اوہام طبع ہو کر شائع نہووے تب تک کوئی صاحب علم مخالفانہ تحریر نکریں اب
ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ درخواست مباہلہ میاں عبدالحق صاحب کی طرف سے
کیسی خلاف سنت واقع ہوئی ہے اور جو مباہلہ در آمد مرزا صاحب کا ہے کیسا موافق
سنت ہے اور قیاس کرنا درخواست مباہلہ میاں عبدالحق صاحب کا اوپر درخواست
مباہلہ مرزا صاحب کے کیا قیاس مع الفارق ہے اور ہمنے بذریعہ معتبر کے سنا
ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے مباہلے کی نسبت تم استفتا مولوی محمد
نذیر حسین صاحب وغیرہ سے کر لو بعد اوسکے مجھکو مقام مباہلہ پر پہونچا ہوا جانیو
والسلام من قال ع کار مردان روشنی و گرمی است ٭ کار دونان حیلہ و بیشرمی است
یہ زاغ کہ صیاد آورد باز گیر ٭ تا فرسید مرغ را آن مرغ گیر۔ جبکہ مضمون اشتہار

تمہارے بیان کا من اوّلہ الی آخرہ مخالفت کتاب و سنت ہے تو اللہ کی مخلوق کو کیون
بہکاتے ہو حالانکہ آخر بیان خدا کا رشتہ نہ کسی یاور و نہ کسی یار رشتہ قولہ
کیا سارے مسلمان ابتک عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی امید رکھتے ہین یا دجال سے
خوف رکھتے ہین اور لیلۃ القدر کو ڈھونڈھتے ہین سب گمراہی پر ہین کیا ان آیتون
اور حدیثون کے معنی صحابہؓ سے لیکر آجتک کہ یوم الاثنین ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۰۸
ہجری ہے سوائے آپکے اور کسی کی سمجھ مین نہ آئے ۱۲ **اقول** البتہ گمراہ وہ ہے
جو کوئی درخواست مباہلہ مخالفت کتاب و سنت کے کرتا ہے اور مسلمانون کو تیر
لعنت کا نشانہ بنانا چاہتا ہے حسب اشتہار مرزا صاحب کے کیون نہین ایک علما
کا جلسہ منعقد کیا جاتا جسمین حسب شرائط سوال و جواب ہو کر اقامت حجت اور ازالہ
شبہات اور تفہیم و تنقیح و انذار جو شرائط مباہلہ سے ہے ادا ہو جاتے پھر اُسکا اثر
اور نفع معلوم ہو تو مباہلہ حسب شرائط مفیدہ طرفین عمل مین آوے ورنہ مسلمانون
کو خلاف کتاب و سنت تیر ملامت و لعنت کا نشانہ بنانا رافض کا کام ہے آگے
رہی یہ بات کہ صحابہ کرامؓ بھی ان احادیث کا مطلب وہی سمجھے ہوئے تھے جو یوم
الاثنین ۲۶ جمادی الاخر ۱۳۰۸ھ تک آپ لوگون کے خیال مین ہے سو اولاً
تو ثبوت اسکا آپکے ذمے ہی بنقل صحیح تمام صحابہؓ سے ثابت کیجیے کہ سب نے مثلاً
نزول عیسیٰ ہی کی نسبت یہ کہا ہو کہ ینزل بوجودہ عنصری من السماء بجنسہٖ
کذا بہیئتہ وقدہ ونحو ذالک القیاد۔ اور ثانیاً یہ عرض ہے کہ قبل از وقوع ہر ایک پیشینگوئی
کی ماہیت اور حقیقت معلوم ہو جانی بھی کچھ ضرور نہین بلکہ ہو سکتا ہے کہ خود ملہم کو
اوسکی ماہیت اور حقیقت معلوم نہو وے فائدہ ترجمہ مین شاہ مولانا ولی اللہ

صاحب تحریر فرماتے ہیں مترجم گوید مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند
که ہجرت کردہ اند بزمینے که نخل بسیار دارد و پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر
مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند که بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصر
میکنند پس وہم آمد که در ہمان سال اینمعنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سال [illegible]
متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید
واللہ اعلم انتہی قبل از وقوع پیشین گوئی کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آجتک [illegible]
مکلف اس امر کے ہیں کہ اوسکے ظاہر پر ایمان لاویں اور تاویل اوسکی حوالہ علم
الٰہی رکھیں اور جب وہ پیشین گوئی کسی طرح پر واقع ہو بشرطیکہ تاویل صحیح سے ہو نہ
تاویل فاسد سے تو اوسکی تصدیق کریں نہ انکار و تکذیب قال اللہ تعالیٰ یوم
یأتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق اور واضح ہو
کہ کسی پیشین گوئی کی حقیقت کما ینبغی نہ کہولنے میں بڑی حکمت اور مصلحت یہی ہے
جو صاحب حجۃ اللہ نے تحریر فرمائی کہ امتحان مخلصان و منافقان درمیان [illegible]
پس اگر علمای سلف ان پیشین گوئیون کے ظاہر پر ایمان لائے اور اوسکی
تصدیق کی لیکن حقیقت اور ماہیت کا علم پروردگار نے واسطے اوسی حکمت اور
مصلحت کے کہ امتحان مخلصان و منافقان درمیان آئے اونکو نہ دیا تو کوئی نقصان
علمائے سلف کے علم میں نہیں آیا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت
العلیم الحکیم اور دیکھو صحیح حدیث میں ہے حدثنا معلی قال حدثنا وہیب عن
ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا اریتک
فی المنام مرتین اری انک فی سرقۃ من حریر ویقول ہذہ امرأتک فاکشف عنہا

قولہ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَوَّلْتُ ذٰلِكَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
کیا آپ ہی کے خواب ورد یا سچ ہین یا کسی اور امتی کے بھی ہین بھی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہون مینے آپکے حق مین دیکھا ہے مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ
تعبیر اسکی یہ دیکھی کہ جو کوئی دنیا مین مسلمانون سے علیحدہ ہوا قیامت مین بھی کنارے
ہوکر دوزخ مین جائیگا اور جسوقت مینے مباہلہ کرنے کے لیے استخارہ کیا تو الہام
ہوا سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ تعبیر اوسکی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص رسول خدا
کی احادیث کو رد کرتا ہے اپنی ہوا کے موافق تو گویا وہ ابولہب کا تابع ہوا اور ابولہب
کے ساتھ دوزخ مین جائیگا **اقول** مرزا صاحب ہرگز اسکے قائل نہین کہ الہام
کامل لنور اولیا کا حجت نہو یا حجت نہو بلکہ کتاب براہین احمدیہ کا ایک مقصد اعظم
منجملہ مقاصد عظیمہ کے یہ بھی ہے کہ مرتبہ الہام و مکالمات الٰہیہ کا پچھلے اولیاء اللہ
کو بھی حاصل ہوا اور اب بھی بشرط اتباع کامل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے متبعین کامل کو حاصل ہوتا ہے اور آئندہ کو بھی حاصل ہوگا اس باب مین تو انہون
نے صدہا اشتہارات مشتہر فرمائے ہین مگر یہ یاد رہے کہ صرف دعوی الہام کسی کے
الہام کی تصدیق نہین ہوسکتی آپ نہین جانتے کہ ہر ایک دعوے کے واسطے ایک
بیّنہ بھی چاہیے وہ بیّنہ کیا ہے دعوی الہام پر خرق عادت ظاہر ہونا اور نشانی
آسمانی جو مقدور بشر سے خارج ہو اوس ملہم کے ہاتھ پر صادر ہونا مع شرائط اتباع
کتاب و سنت اگر اسطرح جیسا کہ آپ کہتے ہین ہر شخص کا الہام تسلیم کر لیا جاوے
تو ہر ایک شخص دجال کذاب مسائل شرعیہ کتاب و سنت کو گڑبڑ کردے اور ہر
شخص صوفی جاہل پیر پرست و قبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کے موافق احکام شرعیہ

کو گر جھوٹے اگر آپ کو دعوی الہام ہے تو بعد طے مدارج اولی کے کوئی نشانی آسمانی
دکھلائیے بغیر نشانی آسمانی دکھلانے کے آپکے الہام کا وہی مرتبہ ہے جیسا کہ متکلمین اہلسنت نے لکھا
ہین کہ الہام و کشف اولیا کا کوئی ایسی شے نہین ہے جو اسباب علم و یقین سے ہو
اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہو سکے مرزا صاحب اپنے دعوی الہام پر
بہت سے نشان آسمانی مخالف اور موافق کو دکھلا چکے ہین اور اگر آپکا یہ خواب و
الہام سچا بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی مرزا صاحب کے واسطے کچھ مضر نہین کیونکہ مرزا
صاحب نے جو طریقہ سواد اعظم کا اس بارے مین ہے وہ نہین چھوڑا بلکہ بعینہ وہی طریقہ
صحابہ کرام و تابعین عظام و اولیای کرام کا اختیار کیا ہے۔ سبکا یہی طریقہ تھا کہ
جسوقت کوئی پیشین گوئی کسی طرح واقع ہوتی بشرطیکہ تاویل صحیح سے ہو نہ تاویل
فاسد سے اوسکی تصدیق کرتے نہ انکار و تکذیب پس اگر یہ خواب آپکا صادق بھی ہو
تو بھی اوسکا وبال آپ ہی پر وارد ہے کہ تصدیق پیشین گوئیون مین جو طریقہ سواد
اعظم کا تھا اوسکو آپنے ترک کر دیا ہے اور دوسرا الہام ستیتھانی تا ذاذات طب اگر بعد
طے مدارج متعلقہ تصدیق تسلیم کر لیا جاوے تو ہمکو اوسکی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو
شخص مخبر صادق کی پیشین گوئیون کو باوجود آجانے اوسکی تاویل صحیح کی اپنے
خیالات کے موافق رد و تکذیب کرتا ہے تو گویا وہ ابولہب کے تابع ہے وہ دوزخ
مین جاویگا کیونکہ اوسنے ترک کر دیا وہ طریقہ سلف صالح کا جو واسطے تصدیق پیشین
گوئیون کے سلف مین معمول بہ تھا مکرر نظر سے وہ پیشین گوئیان دیکھو جو سابق لکھی
گئین فقط اور بار دیگر جب استخارہ کیا تو پھر الہام ہوا فلا تہنوا و تدعوا
الی السلم و انتم الاعلون واللہ معکم و لن یترکم اعمالکم آخر اشتہار مباہلہ

تک **اقول** اگر آپ ایک ہزار الہام کا دعویٰ کرینگے تو بلا بینہ و برہان اوسکی تصدیق نہیں ہو سکتی لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور علیٰ فرض التسلیم بشرط پائے جانے شرائط تصدیق اوسکی کے جو بار بار مذکور ہو چکین آپکو مفید نہیں اور مرزا صاحب کو مضر نہیں تعبیر اوسکی یہ ہے کہ تم اس پیشین گوئی کے سمجھنے مین سستی مت کرو اور مرزا صاحب کو اپنے خیالات کے ساتھ صلح کرنیکی طرف مت بلاؤ اس صورت مین تم غالب رہوگے اور اللہ تمہارے ساتھ رہیگا اور تمہارے اعمال کو غارت نہ کریگا - اَیُّهَا النَّاس واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صعود اولیٰ آسمان پر اور نزول آخری آسمان سے بوجود عنصری جو ہمارے خیال ان میں بسا ہوا ہے وہ کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ قرآن مجید مین کہین پایا جاتا ہے بلکہ کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس شبہ واہمہ کا بکلی رد کر دیا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ الیٰ آخر الآیۃ دیکھو لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ رافعک کو بعد اوسکے اب سب دلائل کو بالفعل ملتوی رکھیے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع بعد کو جیسا کہ مقربین کی ارواح کو تا مقام علیین یا فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ فِي جَنَّةٍ عَلِيَّةٍ مُّقَفَّلَةٍ ہوا کرتا ہے اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یون ارشاد ہوتا کہ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ رَافِعُكَ اِلَیَّ بِجِسْمِكَ الْعُنْصُرِیِّ ثُمَّ مُتَوَفِّیْكَ بَعْدَ نُزُوْلِكَ عَلَی الْاَرْضِ وَاَیْنَ هٰذَا مِنْ ذٰلِكَ اور یہ امر سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر شامل ہو کر یون کے منظوم اور منسلک کیے گئے ہین ایسے نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلیٰ حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے آپ جیسے

بعض مفسرین کلمات آیہ کو اُلٹ پلٹ کرکے معنی مشہور اپنے خیال کے بموجب لیتے
ہین بسبب ادعا کے ہین اور کچھ تو نہین کہتا مگر یہ ضرور کہونگا کہ یہ ایک تاویل بعید
ہے جسکی طرف رجوع کرنا کچھ ضرور نہین ہے پھر اب اور دوسری آیت کو دیکھو واذ قال
اللہ یا عیسیٰ ءانت قلت للناس الا یہ ظاہر ہے کہ قال صیغہ ماضی کا ہے اور اسکے
اول اذ موجود جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ معاملہ وقت نزول
آیت سے زمانہ ماضی کا ہے نہ زمانہ استقبال کا اور پھر آگے جواب حضرت عیسیٰؑ کا
وہ بھی بصیغہ ماضی قال سبحانک اور فلما توفیتنی حاصل مطلب یہ ہوا کہ بعد
وفات حضرت عیسیٰؑ کے جب لوگون نے اونکو اور اونکی مان کو معبود پکڑا تب اللہ
تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے جبکہ وہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر موجود
تھے فرمایا جو کچھ کہ فرمایا اور حضرت عیسیٰؑ نے استفسار خداوندی کا جواب دیا جو کچھ کہ
دیا اب اگر یہ قصہ قیامت کا ہووے تو جواب حضرت عیسیٰؑ کا ٹھیک نہین رہتا
کیونکہ آپ حضرت خداوندی مین جواباً عرض کرتے ہین وکنت علیہم شہیداً ما
دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم پس وہ زمانہ درمیانی
جبکہ حضرت عیسیٰؑ بوجود عنصری آسمان پر رہتے تھے اونکے جواب سے نہ تحت شہادت
اونکی کے داخل ہے اور نہ تحت رقابت اللہ تعالیٰ کے کیونکہ نہ اوسپر ما دمت فیہم
صادق آتا ہے اور نہ فلما توفیتنی اس صورت مین جواب ناقص رہا اور ٹھیک نہوا
باوجودیکہ یہ جواب مقبول حضرت خداوندی ہو چکا ہے اور معنی مشہور خیالی کی بموجب
جواب یون ہونا چاہیے تھا کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما رفعتنی
الی السماء کنت انت الرقیب ثم کنت شہیداً لما ترکت من السماء الی

الارض تو فلما توفیتنی کنت انت الرقیب - وأین ھذا من ذلک اور اگر توفیتنی کے
معنی خلاف محاورہ و لغت کے رفعتنی کے ہی لیے جاوین تو پھر نزول کے بعد جب وفات
ہوئی وہ زمانہ داخل ہوا اور ہمان آش در کاسہ آموجود ہوا پس ٹھیک معنی وہی ہین
کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہو چکی بعد وفات کے یہ سوال وجواب واقع ہوا آمین
کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ بنظر سیاق آیت کے یہ قصہ تو قیامت
کا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے سیاق مین لفظ یوم کا موجود ہی تو اوسکا جواب یہ ہی
کہ صرف لفظ یوم کے موجود ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ یہ معاملہ سوال وجواب
بزبان استقبال یوم حشر و نشر کو واقع ہو گا بلکہ بحکم من مات فقد قامت قیامتہ
کے یوم قیامت وقت موت سے ہی شروع ہو جاتا ہی اور یوم حشر و نشر کو تو کل حساب
وکتاب ہو کر فیصلہ ہی ہو ویگا اُسکا نام تو یوم الفصل ہی۔ اگر کوئی کہے کہ پھر اس آیت کے
کیا معنی ہونگے کہ ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اس آیت سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب اونپر ایمان لاوینگے اور یہ
قصہ تو بعد نزول ہی کے ہو گا تو جواب اسکا یہ ہی کہ ضمیر قبل موتہ مین راجع طرف
کتابی کے ہی جسپر لفظ اہل کتاب دلالت صریحہ کرتا ہی اسواسطے کہ دوسری قرأت
مین یون آیا ہی جو بیضاوی وغیرہ مین لکھی ہی الا لیؤمنن بہ قبل موتہم بضم النون
ترجمہ یہ ہوا اور جو فرقہ ہی کتاب والون مین سو اوسپر یقین لاوینگے اپنی موت سے
پہلے پس تفسیر آیت ایسی چاہیے جو موافق ہو قرأت دوسری کے نہ ایسی تفسیر جو
مخالف ہو اسواسطے کہ قرأت غیر متواترہ بھی حکم حدیث احاد کا رکھتی ہی۔ اب مین
اس آخر حصہ اول کو مزین کرتا ہون ساتھ بعض صفات اُس مسیح الزمان کے جو حدیثون

مسیح موعود ہوئی ہین - حلیہ تو اوسکا صحیح بخاری مین یہ لکھا ہی - وہ گندم گون ہی اور
اوسکے بال گھونگھر والے نہین ہین اور کانون تک لٹکتے ہین - انتہی اوسکی صحیح مسلم
وغیرہ مین یہ لکھا ہو کہ کان العلم معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس ایک
مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کریگا اور مسلمانون کی طرح صوم و
صلوۃ وغیرہ احکام قرآنی کا پابند ہوگا اور مسلمانون مین پیدا ہوگا اور اونکا امام ہوگا
اور کوئی جداگانہ دین نہ لاویگا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوی نہین کریگا - یہ سب صفات
اس مسیح الزمان مین موجود ہین - اور صفت اوسکی یہ ہی کہ باطل کریگا دین نصرانیہ کو
اور مٹا دیگا آثار اوسکے کو قتل خنزیر وغیرہ سے اس مسیح وقت مین یہ علامت بھی
بخوبی ثابت ہی براہین احمدیہ کو دیکھو تب معلوم ہو کہ ایسا ابطال دین نصرانیہ کا
آجتک علمای امت مین سے کسی نے نہین کیا اور ابھی یہ علامت ابتدائی ہی درجہ
اوسط تک بھی نہین پہنچی یعنی نصف کتاب بھی شایع نہین ہوئی اگر کوئی کہے کہ
قتل خنزیر اور کسر صلیب کے جو تمنے یہ معنی کیے تو یہ خلاف ظاہر ہین جواب اوسکا
یہ ہی کہ یہ معنی صرف ہمنے ہی نہین کیے شروح بخاری کو دیکھو اونمین لکھے ہین -
ایسے محل اور موقع پر معنی حقیقی کا مراد لینا یہ کام اون محققین کا ہی جنہون نے میزان
پر حلقہ صحیح بخاری تمام کرلی ہی یہ لوگ اس بات کو نہین جانتے کہ اگر کسی مسند کی اسناد
کسی شی کی طرف خلاف عقل ہو یا خلاف عادت ہو تو بموجب علم بیان کے وہان پر
بھی اسناد مجاز عقلی ہوتی ہی بھلا کوئی بتلا دے تو کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت
خاتم النبیین تک کسی نبی نے یہ پیشہ اختیار کیا ہی کہ خنزیرونکا شکار کھیلتا پھرے
جب یہ پیشہ عادتا تمام انبیا کے خلاف ہی تو پھر حضرت عیسی کیونکر خنزیرونکا شکار

کیئے جاوینگے پانچوین صفت اونکی یہ ہی کہ اونکے وقت مین ایسے حوادث شرعیہ پیش آوینگے کہ جہاد ظاہری کا وقت نہوگا بلکہ سیوف قاطعہ براہین اونکے سے تمام مخالفین کو ہزیمت ہوگی اور مخالفین دین اسلام مین داخل ہونگے صحیح بخاری کے اصل نسخے مین یضع الحرب کا لفظ ہی اور دوسرے نسخے مین یضع الجزیہ کا لفظ ہی جسکا حاصل مطلب پہلے ہی نسخے کے موافق ہو سکتا ہی یعنی جب نصاریٰ مسلمان ہوجاینگے تو جزیہ لینے کی کیا حاجت رہیگی۔ بذریعہ اخباروں کے سنا جاتا ہی کہ اس مسیح الزمان کی دعوت و برکت سے بعض انگریز بعض جگہ مسلمان ہوتے جاتے ہین چھٹی صفت اوسکی یہ ہی کہ لوگون کو مال کی طرف بلاویگا اور کوئی قبول نکریگا پڑھو اس حدیث کو لیدعون الی المال فلا یقبلہ احد تم سمجھے اسکے کیا معنی ہین ایک معنی یہ بھی ہین جو ذیل مین لکھے جاتے ہین۔ اس مسیح وقت نے اول تو دس ہزار روپیہ کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ تمام دنیا کی اطراف مین مشتہر کیا ہی اور ثانیاً پانسو روپیہ کا اشتہار مندرجہ کحل الجواہر شایع کیا ہی اور ثالثاً ہر ایک پادری کلان کو دو سو روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرماتے ہین چنانچہ اپنی بعض تحریرات مین لکھتے ہین کہ ہم اشتہار آگے بھی شایع کرچکے ہین کو کوئی نامی اور معزز تمام پادری صاحبون سے جسکی شہادت پر اوسکی قوم کو اعتبار ہوسکے ایک برس کے لیے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصے مین ہم اپنے دعوے متذکرہ بالا مین دروغگو نکلین تو بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے اسکا خرچہ اوسکو دیا جائیگا اور اگر ہم سچے نکلے تو بجز اثبات کے اور کچھ نہین چاہیے کہ وہ عیسائیت سے سچی توبہ کرکے مشرف باسلام ہوجاوے۔ بذرایع معتبر سنتے ہین کہ اندرمن مرادآبادی نے لاہور آکر لکھا تھا کہ نشانی آسمانی مین دیکھنا چاہتا ہون آپ

چوبیس سو روپیہ بطور بیعانہ لاہور مین داخل کردین تاکہ اگر مجھکو نہ دکھا سکون تو مین وہ
روپیہ لے لون چنانچہ اوسکی اس شرط پر چوبیس سو روپیہ بنک گھر لاہور مین بھیجا گیا
جسکے پونہچنے پر وہ فرار ہوگیا پھر اوسکو یہانتک لکھا کہ اگر چالیس دن بھی تو میرے
پاس رہے تو مین خدا تعالی کے حکم سے تجھکو موافق تیری استدعا کے آسمانی نشانی
دکھا سکتا ہون لیکن اسلام قبول کرنے پر طیار رہ مگر وہ روپوش ہوگیا۔ ساتوان
وصف اوسکا یہ ہی کہ شحنا اور تباغض اور تحاسد اوسکے سبب سے جاتا رہیگا اس
صفت کا شروع بھی ہو چلا ہی جو لوگ اس مسیح وقت سے حسن ارادت رکھتے ہین اونمین
یہ صفات ذمیمہ نہین پائی جاتین۔ جیسا جیسا لوگ اوسنے ارادت پیدا کرتے جاوینگے
ویسے ویسے یہ صفات ذمیمہ دور ہوتی جاوینگی شرائط العشرہ تکمیل تبلیغ کو دیکھو آٹھوین
علامت اوسکی یہ ہی کہ وہ ایسے زمانے مین آویگا جو تمام ابواب شرور و فتن کے
انتہائی نقطہ ارتفاع پر پونہچے ہوئے ہونگے اسی واسطے تمام محدثین باب نزول
عیسی کو کتاب الفتن کے آخر مین لائے ہین جسوقت کہ مین یہ مقام لکھ رہا تھا رسائل
فتح اسلام اور توضیح مرام حضرت مجدد الوقت کے یہان سے تاریخ بست و پنجم
شعبان ۱۳۰۸ ہجری بذریعہ ڈاک میرے پاس پونہچے اگرچہ سابق مین بنظر سرسری
مینے اونکو دیکھا تھا مگر مضامین اونکے یاد نہین رہے تھے اس آٹھوین صفت کی
تصدیق رسالہ فتح مین پائی گئی لہذا اوسکی عبارت بجنسہ بنابر تبرک آخر اس حصے
مین درج کرتا ہون وہو ہذا۔ یہ زمانہ جسمین ہم ہین یہ ایک ایسا زمانہ ہی کہ ظاہر پرستی
اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی
اور اخلاقی پاکیزگی سے مجبوری اور لالچ اور بخل اور حب دنیا سے معمور ہو رہی ہی

زمانے مین عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہی کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور
کے وقت یہودیون مین پھیلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانے مین
بکلّی حقیقی نیکی سے بیخبر ہوگئے تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور
علاوہ اسکے دیانت او امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت اونمین سے بالکل اُٹھ
گئی تھی سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام و نشان نہین رہا تھا اور انواع اقسام
کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی ایسا ہی اس زمانے مین تمام
بلائین ظہور مین آگئی ہین حلال چیزون کو شکر اور شکورانہ فروتنی کے ساتھ
استعمال نہین کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہین رہی
خدا تعالی کے بزرگ حکم تاویلون کے ساتھ ٹال دیے جاتے ہین ہمارے اکثر
علما بھی اوسوقت کے فقیہون اور فریسیون سے کم نہین مچھر چھانتے اور اونٹ
کو نگل جاتے ہین آسمان کی بادشاہت لوگون کے آگے بند کرتے ہین نہ تو آپ
اوسمین جاتے ہین اور نہ جانے والون کو جانے دیتے ہین۔ لمبی چوڑی نمازین
پڑھتے ہین مگر دل مین اوس معبود حقیقی کی محبت و عظمت نہین منبرون پر بیٹھکر
بڑا رقت آمیز وعظ کہتے ہین مگر اونکے اندرونی کام اور ہی ہین۔ عجیب ہین
اونکی آنکھین کہ باوجود اونکے دلون کی سرکشی اور مفسدانہ ارادون کے رونیکا بہت
ملکہ رکھتی ہین اور عجیب ہین اونکی زبانین کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلون کے
آشنائی کا دم بھرتی ہین اسیطرح یہودیت کی خصلتین ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی
ہین تقوی اور خدا ترسی مین بڑا فرق آگیا ہی ایمانی کمزوری نے الہی محبت کو ٹھنڈا
کر دیا ہی دنیا کی محبت مین لوگ دبے جاتے ہین۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ

حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بطور پیشین گوئی فرما چکے ہین کہ
اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جسمین وہ یہودیون سے سخت درجہ کی مشابہت
پیدا کر لینگے اور وہ سارے کام کر دکھائینگے جو یہودی کر چکے ہین یہانتک کہ اگر یہودی
چوہے کے سوراخ مین داخل ہوئے ہین تو وہ بھی داخل ہونگے تب فارس کی

اصل مین سے ایک ایمان کا تعلیم دینے والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریا مین معلق
ہوتا تو وہ اوسے اوس جگہ سے بھی پالیتا یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہے جسکی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھولدی اور تصریح سے اوسکی کیفیت
ظاہر کردی اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعے سے کھولدیا کہ حضرت مسیح
ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کا تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسی سے چودہ
سو برس بعد پیدا ہوا اوس زمانے مین جبکہ یہودیون کی ایمانی حالت نہایت کمزور
ہو گئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے اون تمام خرابیون مین پھنس گئے تھے
جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخین ہین پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گذری تو وہی آفات
انمین بھی بکثرت پیدا ہو گئین جو یہودیون مین پیدا ہوئی تھین تا وہ پیشین گوئی
پوری ہو جو انکے حق مین کی گئی تھی پس خدا تعالیٰ نے انکے لیے بھی ایک ایمان
کا تعلیم دینے والا بمثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیجدیا مسیح جو آنے والا تھا یہی
ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے
اور لوگون کی نظر مین عجیب اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازون
کی بھی تکذیب ہو چکی ہے انتہی شئی من رشحات تحریرہ و لا یتہیٰ تحریرہ الذی سیئے

لا استاجل کہ تو آن نشان اوسکا یہ ہی کہ کوئی مخالف اوسکے مقابلے مین ٹھہر نہین
سکتا ہر چند کہ اشتہار دیے جاتے ہین کہ اگر تمکو شک ہو تو مقابلے کے لیے آوے
لیکن کوئی مخالف مقابلے پر نہین آتا اوسکے مقابلے سے ہر مخالف پر موت سی
آجاتی ہی صدق رسولہ الکریم فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الا مات و
نفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ رواہ مسلم دسوین علامت مابہ الامتیاز اصیل
مسیح اور اس مثیل مسیح مین یہ ہی کہ اصیل مسیح نے نکاح نہین کیا تھا اور نہ اوسکی
کوئی اولاد ہوئی اور مثیل مسیح نکاح بھی کریگا اور پیدا کیجاویگی اوسکے لیے اولاد
یہ نشان بھی اسمین بخوبی موجود ہی کہ متعدد نکاح کیے اور اولاد بھی ہوئی بلکہ بعض
اپنی اولاد کا اوسنے اشتہار الہامی دیا ہی کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا
ہی جو مدت حمل سے تجاوز نہین کرسکتا۔ اس اشتہار کی بحث مخالفین کی طرف سے
ابتک ہو رہی ہی اس الہام کی نسبت اونکو اسقدر اصرار ہی کہ اگر مدت مقررہ سے
ایک دن بھی باقی رہجاویگا تو خدا عزوجل اوس دن کو ختم نہین کریگا جبتک
اپنے پاک وعدے کو پورا نکرلے۔ ایہا الناس ان نشانات اور آیات مین غور
کرو اور جھٹ پٹ انکار و تکذیب کے درپے مت ہو اور مین آجکی تاریخ بست وششم
شعبان ۱۳۰۳ ہجری ہی کے واسطے تصدیق مخبر صادق یعنی خاتم النبیین کے باواز
بلند بغیر بزدلی اور جبن کے اوسکی تصدیق کرتا ہون اور بخدمت مکذبین کے بصد
عجز و نیاز عرض کرتا ہون کہ ایسا نہو کہ انجام کار اونکو ندامت حاصل ہو فرمایا اللہ تعالی
نے هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

نعمل قد خسروا انفسہم وضل عنہم ما کانوا یفترون اور مصدقین کے واسطے کوئی حرج نہیں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وقد جاءکم بالبینات وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

الراقم

محمد حسن امروہی نزیل بھوپال صانہا اللہ عن الشر والزوال

محمد رحمت اللہ رعد کے نامی پریس کانپور میں چھپا